# نور الہدیٰ آباء المصطفیٰ





مولانا علی احمد صاحب چشتی

مکتبہ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

محمد رضا المصطفیٰ ظراف القادری
۱۸-۱۲-۱۴۰۸ھ

۷۸۶

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا!!
تیری نسلِ پاک کا ہے بچہ بچہ نور کا

کتاب مستطاب

المسمّٰی

# نور الہدیٰ
# فی
# آباءِ المصطفیٰ

من تصانیف

فقیہہ العصر حضرت مولانا مولوی علی احمد صاحب چشتی سیالوی

بہ تصحیح تام

عمدۃ الفقہا مولانا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

ناشر

مکتبہ انوار الصوفیہ۔ قصور (کوٹ عثمان خاں)
ضلع لاہور



قیمت دو روپے

نام کتاب ـــــــ نور الہدیٰ فی آباء المصطفیٰ

طابع ـــــــ لاہور آرٹ پریس - لاہور

ناشر ـــــــ مکتبہ الانوار الصوفیہ قصور

تعداد اشاعت ایک ہزار

کتابت ـــــــ ادارہ شمس الکتابت چوک اردو بازار، لاہور

قیمت ـــــــ دو روپے

# فہرست مضامین

## رسالہ نور الہدیٰ فی آباء المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

مادامت اللیالی والایام

# تقریظ

(از عمدۃ الفضلاء رئیس الفقہا علامۂ زماں حضرت مولانا غلام رسول گوہر

جماعتی نقشبندی ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کی بحث بلحاظ ان کے ایمان کے قدیماً و حدیثاً مختلف فیہ ہے۔ اس موضوع میں علماء متقدمین و متاخرین نے بہت اختلاف کیا ہے۔ مگر اکثر علماء جن کے علم و فضل کا آفتاب ساری اسلامی دنیا کو علماً و عملاً منور کر رہا ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیفات و رسائل میں دلائل و براہین سے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب اور آپ کی والدہ ماجدہ طاہرہ حضرت آمنہ بنت وہب مومن، نجات یافتہ اور جنتی ہیں۔ علماء سابقین کی اس موضوع پر عربی یا فارسی زبان میں کتابیں ہیں جن سے علماء ہی استفادہ کرتے ہیں، عوام جنکو عربی فارسی کا علم نہیں ہے، ان کتب کو پڑھنے سے قاصر و عاجز ہیں۔

میرے مشفق دوست حضرت مولانا علی احمد صاحب چشتی خطیب جامع مسجد چک ۳۵ جنوبی ضلع سرگودھا نے خلوص نیت سے عامۃ المسلمین کے عقیدہ کو صحیح کرنے اور رب تعالیٰ سے ثواب پانے کی نیت سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابوین کے ایمان کو ثابت کرنے کے مسئلہ کو اپنی کتاب "نور الھدیٰ فی آباء المصطفیٰ" میں دلائل و براہین عقلیہ و نقلیہ سے بڑی تفصیل و وضاحت سے حوالۂ قلم کیا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف میں تمام عربی اور فارسی منظوم و منثور کتب و رسائل سے جنکو متقدمین و متاخرین سے بزرگ علماء نے تصنیف کیا ہے، استفادہ کیا ہے۔

اپنی کتاب کو مولانا نے کئی ابواب پر منقسم کیا ہے۔ ہر باب میں آپ کے ابوین بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام تک آپ کے تمام آباء و امہات کی کفر و شرک کی دنارت و نجاست سے طہارت و نظافت کے متعلق جس چیز کو شروع کیا ہے اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور مستند اور متداول بین العلماء کتب کی عبارات سے اس کو مؤید و مثبت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، مولانا نے کتب متعددہ اور روایات متکثرہ سے

ثابت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ صرف ابوین ہی ایمان دار ہیں بلکہ آپ کے جمیع آباء و امہات دولتِ ایمان سے مالا مال ہیں اور ان سے کوئی بھی مشرک و کافر نہیں ہوا، سب توحید کے قائل اور ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ آپ نے اس کا استدلال آیۂ کریمہ وتقلبک فی الساجدین سے کیا ہے کہ ساجدین سے مراد مومنین و مسلمین ہیں اور تقلب سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے آباء کی پشتوں اور اپنی امہات کے رحموں میں قرناً فقرناً منتقل ہونا ہے۔ اس کی تائید و تقویت میں بہت حدیثیں باسناد پیش کی ہیں اور ان کا ماخذ و مخرج بھی بیان کیا ہے اور منکرین و مخالفین کے سوالات و اعتراضات نقل کر کے ان کے مسکت جواب بھی دیئے ہیں۔ میں نے اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا ہے، اس لئے کہ مولانا نے اس کتاب کو میرے توسط سے چھپوایا ہے۔ میں نے اس کا مسودہ پڑھا اور پھر کتابت کے بعد کاپیوں کی تصحیح کی۔ اس کے بعد چھپنے سے قبل اس کا پروف بھی پڑھا، اس لئے میں پورے وثوق اور اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ اہلسنت وجماعت کے لیے یہ کتاب بڑی مفید اور ایمان کو تازہ اور درخشاں کرنے والی ہے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ہر محب رسول کے گھر میں ہونا لائق ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کا صدقہ حضرت مولانا کی یہ سعی مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب کے پڑھنے کا شوق اور خریدنے کی توفیق ہو۔ اس پرفتن زمانہ میں کہ مادیات کی باد صرصر چل رہی ہے اور روحانیات کے چراغ ٹمٹما رہے ہیں۔ ایسی کتابوں کا پڑھنا از بس ضروری ہے۔

بَلَغَ الْعُلَا بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

هوالقادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ

خاکپائے درویشاں عاصی پرعیب و معاصی فقیر علی احمد بن مولوی سلطان احمد طبیب مرحوم و مغفور نوراللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ، مولداً سکنہ ملکھانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ الآن مسکناً چک ۳۵ جنوبی مضافات ضلع سرگودھا جمیع برادران اہل اسلام کی خدمت میں گذارش کرتا ہے۔ بعض اہل اسلام کا عقیدہ دربارہ ابوین شریفین جناب سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والسلام ما دامت اللیالی والایام کے متعلق نہایت بے ادبانہ اور بعید گستاخانہ ہے۔ اعاذنا اللہ منہا کہ وہ دونوں مشرک و کافر اور جہنمی ہیں۔ لہذا اس عاجز نے اس مسئلہ کی تحقیق شروع کر دی اور عرصہ دراز تک مختلف تفاسیر و احادیث کی دیکھ بھال کی گئی الحمد للہ کہ کئی سال کی محنت اور تفاسیر و احادیث کے مطالعہ سے ان کا ایمان اور نجات ثابت ہو گئی۔ ایک اور گروہ کثیر مفسرین و محدثین فقہا و متکلمین علمائے راسخین فی الدین کے نزدیک ان کا ایمان و نجات ثابت ہے اور ان کے دلائل بے حد قوی قابل قبول ہیں۔ طالب حق کے لئے یہی بات قابل اعتماد اور اقرب الی الصواب ہے۔ اس واسطے اس ناچیز قلیل البضاعۃ نے بغرض اصلاح اور ہمدردی اور خیر خواہی برادران اسلام کے مسئلہ ابوین گرامی کے تحریر

کرنے کی جرأت کی ہے۔ انشاء اللہ مجھے قوی امید ہے۔ میرے دینی بھائیوں سے اہل سعادت و ارباب بصیرت کو یہ تالیف لطیف مشعل ہدایت کا کام دے گی، اور ان کی راہبری کا کام کرے گی اور حضور پُرنور کے والدین گرامی کے متعلق ان کی غلط فہمی دُور ہو جائے گی۔ اگر چند برادران دینی کو اس کے مطالعہ سے فائدہ پہنچا تو میری محنت رائیگاں نہ ہوگی اور مجھ عاصی کو نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی سے خاتمہ بالخیر کی سعادت نصیب ہوگی۔ باللہ التوفیق ھو الموفق للصواب۔

میں نے اس رسالہ کا نام نور الھدیٰ فی اٰباء المصطفٰے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ میری کوشش قبول فرمائے آمین یا رب العلمین بحرمۃ طٰہٰ و یٰسین۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند!    کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت    کند در حق ایں مسکیں دعائے

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ
و مظہر لطفہٖ محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ و اولیاءہٖ و
اشیاعہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

# سببِ تالیف کتاب ھذا

رواہ الشیخین عن ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لولا آیتان انزلھما فی کتابہٖ (اللہ) ما حدثت شیئا ابدا قولہ تعالیٰ: ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات و الھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللٰعنون (سورۃ بقرہ پ۲) وقولہ تعالیٰ: واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہٗ للناس ولا تکتمونہٗ فنبذوہ وراء ظھورھم (آل عمران پ۴)

بخاری و مسلم نے سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اگر قرآن مجید اور فرقان حمید میں یہ دو آیات بینات موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی احادیث بیان کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کی ہے۔ کھلی کھلی آیات اور ہدایت سے پیچھے اس بات کے کہ ہم نے اس کو قرآن مجید میں لوگوں کی راہ نمائی کے لئے بیان کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ اور لعنت کرنے والوں نے لعنت کی ہے۔ دوسری آیت یہ ہے۔ جب پکڑا اللہ تعالےٰ نے عہد و پیمان ان لوگوں سے جنکو کتاب دی ہے (مانند یہود و نصاریٰ کے) البتہ ضرور بیان کرو تم لوگوں پر (نعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرو (از راہ حسد و عناد کے) ان لوگوں نے اپنے عہد و پیمان کو پس پشت ڈال دیا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اس آیۃ گرامی کا نزول بحق علمائے یہود کے ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے دیدہ و دانستہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و شمائل اور ان کی نعت شریف کو اور آئیہ رجم کو تورات شریف میں مخفی رکھا۔ قیل الآیۃ علے العموم فیمن کتم شیئا من امر الدین لان اللفظ عام والعبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب ومعنی الکتم ترک اظھار الشیٔ مع الحاجۃ الی بیانہ بعض علماء کرام رحمہ اللہ علیہم نے کہا ہے۔ یہ آیۃ عام ہے۔ ہر اس شخص پر حاوی ہے جس نے امور دینی سے عمداً کسی بات کو پوشیدہ رکھا، باوجود حاجت اظہار کے۔ کیونکہ ہمیشہ عبرت

بعام الفاظ سے ہوتی ہے نہ خصوص سبب نزول سے۔ کتم اور کتمان کے معانی کسی چیز کے اظہار کو ترک کر دینا باوجود اس کی حاجت اظہار کے۔ ان اللہ اوجب علی علماء التوراۃ والانجیل ان یشرحوا للناس مافی ھذا الکتابین من الدلائل الدالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاھر الایۃ انکان مخصوصا بعلماء اھل الکتاب وھم الیھود والنصاری فلا یبعد ان یدخل علماء ھذہ ملۃ الاسلامیۃ فیہ لانہ اھل الکتاب وھو القران۔ اللہ تعالے جل شانہ نے علمائے یہود ونصاریٰ پر واجب کیا تھا کہ لوگوں پر ان باتوں کو واضح طور پر بیان کریں۔ جو تورات اور انجیل شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صدق نبوت ورسالت پر شاہد ہیں۔ اگرچہ اس آیۃ شریف کا نزول بحق علماء اہل کتاب کے ہے۔ اور یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں۔ کہ اس حکم میں ہمارے علماء کرام بھی شامل ہوں۔ کیونکہ وُہ بھی اہل کتاب یعنی صاحب قرآن مجید کے ہیں۔ قال قتادہ رضی اللہ عنہ ھذا میثاق اخذہ اللہ تعالیٰ علی اھل العلم فمن علم شیئاً فلیعلمہ ایاکم وکتمان العلم فانہ ھلکۃ۔ امام قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ یہ وُہ عہد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اہل علم حضرات سے لیا تھا۔ کہ جو شخص تم سے کسی بات کو جانتا ہو۔ وُہ دُوسروں کو تعلیم کرے۔ خبردار علم کے چھپانے سے بچو۔ کیونکہ کتمان علم ہلاکت اور بربادی کا باعث ہوتا ہے

ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایۃ کی ہے۔ جو عالم کسی علم کی بات کی نسبت پوچھا گیا، مگر اس کو جان پہچان کر پوشیدہ رکھا، قیامت کو اس کے منہ میں آگ کی لگام پہنائی جاوے گی۔ اعاذنا اللہ عنھا۔

علامۂ زماں سید احمد حموی شارح اشباہ والنظائر ص۴۵۳ نے اور مولانا شیخ اسمٰعیل صاحب حقی مصری صاحب روح البیان ص۱۴۷ جلد اوّل مطبوعہ دیوبند رقم طراز ہیں:۔

اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھل ماتا علی الکفر ام لا فذھب الی الاول جمع ومنھم صاحب التیسیر وذھب الی الثانی جماعۃ منھم متمسکین باحادیث دالۃ وجمع علی طھارۃ نسبہ الشریفۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام من دنس الشرک وشین الکفر۔ ونفر من الجمع الاول قالوا بنجاتھما من النار منھم الامام القرطبی

فانہ قال ان اللہ تعالیٰ احیاھما لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وامنا بہ۔ اے طالب حق۔ تو
اس بات کو صدق دل سے جان لے۔ کہ علمائے سلف صالحین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے دربارہ ابوین
شریفین نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختلاف کیا ہے۔ کیا ان کی وفات شریف کفر کی حالت میں
ہوئی ہے۔ یا نہ ایک گروہ نے قول اوّل کو اختیار کیا ہے۔ ان میں سے صاحب تیسیر کے ہیں۔ اور
ایک جماعت نے قول ثانی کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان لوگوں نے ان احادیث شریف سے استدلال
کیا ہے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف کی طہارت اور پاکیزگی ثابت ہوتی
ہے۔ شرک کی پلیدی اور کفر کی ذلت سے۔ پہلی جماعت سے بعض لوگ ان کی نجات از نار جہنم کے
قائل ہیں۔ ان میں سے امام قرطبی کی بلند شخصیت ہے۔ انھوں نے کہا ہے۔ کہ خداوند کریم نے ابوین
شریفین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے زندہ کیا۔ پھر وہ ایمان لاکر زمرہ مسلمین میں داخل
ہو گئے۔ الغرض علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین گرامی کا ایمان
اور ان کی نجات تین طریقوں سے ثابت کی ہے، ایک گروہ علماء نے ان آیات واحادیث شریف
سے استدلال کیا ہے۔ جو حضور پر نور صلعم کی طہارت نسبی پر دال ہیں۔ ان لوگوں نے حضور پر نور
کے والدین گرامی سے لے کر تا سیدنا مہتر آدم صفی اللہ اور اُم البشر مائی حواء صاحبہ علیہما السلام تک
تمام سلسلہ نسب گرامی کے جملہ مرد وعورت کو کفر وشرک کی نجاست سے بری الذمہ قرار دیا ہے
وہ سب ملت توحید پر قائم تھے، ان سب کا دامن کفر وشرک کی آلودگی سے بالکل پاک ہے
مجدد مائۃ عاشر ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں یہی مسلک اختیار کیا ہے
(۲) علمائے کرامؒ کے ایک گروہ نے احادیث احیاء ابوین شریفین سے استدلال کیا ہے۔
وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین گرامی بعد از وفات بموقعہ حجۃ الوداع
حضورؐ کی دعاء سے زندہ کیے گئے۔ اور دعوتِ اسلام قبول کرنے کے بعد معاً فوت ہو گئے
اجلّہ علمائے ماوراء النہر سے شیخ شمس الدین کردری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قرطبی کا
یہی مسلک ہے۔

(۳) بعض علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اثبات ایمان ابوین گرامی میں ذکر کیا ہے۔ کہ ہمارے
آقائے نامدار تاجدار مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماں باپ کی پیدائش زمانہ فترت انبیاء میں

میں ہوئی ہے۔ ان دونو نے حضورؐ کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا۔ آپ کے زمانہ طفولیت میں فوت ہو گئے۔ اس لئے وُہ موافق قاعدہ اصول اسلام معذور اور سزاوار عذاب کے نہیں۔ لقولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بنی اسرائیل پ۱۵ اور ہم ان کو عذاب کرنے والے نہ تھے۔ یہاں تک کہ ہم رسُولوں کو مبعوث کریں بنابراں وہ دونو تحت احکام اہالیان زمانہ فترت انبیاء کے شمار کئے جاویں گے۔ اہالیان زمانہ فترت بالکل معذور ہیں، اور قابل مواخذہ کے نہیں اس احقر العباد فقیر حقیر نے اس لحاظ سے اس تالیف کو تین ابواب پہ ترتیب دیا ہے۔ باب اوّل طہارت نسب شریف نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کے بیان میں باب دوئم احیاء ابوین شریفین کے بیان میں۔ باب سوئم اہالیان فترت کے احکام میں۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب اللھم امتنی علی حبہ وحب الہٖ واصحابہٖ واولیاءہٖ وارزقنا شفاعتہ واسقنا من حوضہ شربًا لا ظماء بعدہ یارب العالمین

بحضور جناب سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام

یا رسُول اللہ انت اعظم کائنات
وانت لکل الخلق بالحق مرسل

علیک مدار الخلق اذا انت قطبہ
وانت منار الحق تعلو وتعدل

فوادک بیت اللہ دار علومہ
وباب منھم علیہ منہ للحق یدخل

ینابیع علم اللہ منہ منفجرت
ففی کل حین منہ للہ منھل

منحت بفیض الفیض کل مفضّل
فکل من لہ فضل منک تیفضل

نظمت نثار الانبیاء فتاجھم
لایک بانواع الکمال مکمل

یا ۃ الامداد نقطتہ خطبہ
ویا فردۃ الاطلاق اذ نیتسل

محال یحول القلب عنک وانّنی
وحقک لا ارسلو ولا اتحول

علیک صلوات اللہ منہ تواصلت
صلوۃ اتصال عنک لا تنفصل

# باب اوّل۔ طہارت نسب نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

(۱) قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ فی القرآن المجید الذی یرٰک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین

جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ (سورۂ شعراء پ ۱۹)

جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ نماز کو۔ اور تمہارا گردش کرنا بیچ سجدہ کرنے والوں کے

قال ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ارا د تقلبک فی الاصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجک فی ھذاہ الامۃ۔

مفسر قرآن مجید سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس عم النبی رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ آیۃ تقلبک سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کا پشت انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں گردش کرنا مراد ہے یعنی ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت مبارک میں نقل کرنا مراد ہے۔ یہاں تک کہ حضور پُرنور اس امت مرحومہ میں مبعوث ہوئے۔ خازن ص۱۰۱ جلد ۵ مدارج النبوت ص۷ ج اول

(۲) معالم التنزیل مصری بر حاشیہ خازن جلد پنجم ص۱۰۱ محی السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قولہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین شعراء والساجدون ھم الانبیاء قال عطاء و ابن عباس رضی اللہ عنہما ارادوا تقلبک من نبی حتی اخرجک فی ھذاہ الامۃ

اور تمہارا ساجدین میں گردش کرنا ہے اور ساجدین سے مراد حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام ہیں، عطاء اور ابن عباس خدا اُن سے راضی ہو۔ نے کہا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی کا ایک نبی سے دوسرے نبی کی پشت مبارک میں گردش کرنا اور انتقال کرنا مراد ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو اس امت مرحومہ میں پیدا کیا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ساجدین کی تفسیر انبیاء سے کی ہے۔ آپ نے قول کی تصدیق اور تائید میں عطاء اور ابن عباس رضؓ کی تفسیر نقل کی ہے۔

(۳) امام قاضی عیاض مالکی صاحب کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ مصری جلد اول ص۱۳ پر لکھتے ہیں:۔

قولہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما من نبی الی نبی حتی اخرجک نبیا۔ اور گردش کرنا تمہارا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ

نے کہا ہے۔ کہ ساجدین سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نبی سے دُوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں گردش کرنا مراد ہے۔ یعنی آں حضرت صلعم عالم ارواح میں ہمیشہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پشتوں میں گردش کرتے چلے آتے ہیں۔ شمیم الریاض ترجمہ شفائی عیاض ص ۱۶

(۴) تفسیر جامع البیان حاشیہ جلالین مجتبائی دہلی ص ۳۱۲ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ وتقلبك فی السّاجدین ای تقلیک فی اصلاب آباءک الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجک نبیا۔ اور گردش کرنا تمہارا بیچ سجدہ کرنے والوں کے کہا اس سے مراد حضور پُرنور صلعم کا اپنے آباؤاجداد حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مبارک پشتوں میں پھرتے آنا مراد ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کر کے نکالا۔

(۵) تفسیر صاوی علی الجلالین جلد سوئم ص ۲۸۷

تحت قول اللہ تعالیٰ وتقلبك فی السّاجدین والمراد بالسّاجدین المؤمنون والمعنی یراك متقلباً فی اصلاب وارحام المؤمنین من لدن آدم الی عبد اللہ فاصولہٗ جمیعاً مؤمنون۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور گردش کرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں۔ آیۃ ہذا کے یہ معنی ہیں۔ یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ حضور پُرنور فداہ روحی کی ذات گرامی کو بیچ عالم ارواح کے ہمیشہ اصلاب آباء کرام اور ارحام اُمہات اہل الایمان میں انتقال پذیر ہوتے دیکھتا رہا ہے۔ سیدنا مہتر آدم صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ التسلیم سے لے کر حضور پرنور کے والد ماجد سیدنا حضرت عبد اللہ تک نبی صلعم کے تمام آباؤاجداد اور سب اُمہات وجدات معہ آپ کے والدین گرامی کے سلسلہ بسلسلہ مہتر آدم و مائی صاحبہ حوا علیہما السلام تک سب کے سب ایمان دار تھے۔ کوئی شخص ان میں سے کافر ومشرک نہ تھا۔ یہ آیۃ کریمہ آں حضرت صلعم کے تمام اصول مرد و عورت کی طہارت پر شاہد ناطق ہے۔ اکثر مفسرین کرام اور علمائے عظام نے اس آیۃ شریفہ سے جناب سرور کائنات فخر موجودات سید الکونین نبی الحرمین امام القبلتین سیدنا وشفیعنا حضرت محمد الرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مع ابائہ الکرام الیٰ یوم القیام کی طہارۃ نسبی پر استدلال کیا ہے، بلکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اہل بیت نبوت سے مفسر قرآن سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر ہے۔

من آنچہ شرط بلاغست باتو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیری خواہ ملال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اجل شانہٗ نے مخلوقات کی پیدائش کا ارادہ کیا، اس وقت اپنی قدرت کاملہ سے اپنے نور پاک سے نور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا۔ بعد ازاں پھر اس نور مبد ظہو کو خطاب کیا۔ کونی حبیبی محمداً تو میرے محبوب و مطلوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم کی صورت مبارک میں جلوہ نما ہو جا۔ وہ نور پاک مہتر آدم صفی اللہ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پانچصد سال تک شب و روز عرش بریں کا طواف کرتا رہا، اور ہر آن خدا کی حمد و ثناء تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا، خدا نے کہا۔ میں نے تیری حمد و ثناء کی کثرت سے تمہارا نام نامی اور اسم گرامی محمد رکھ دیا ہے۔ یعنی کل دُنیا کی تعریف و ثناء کے لائق بعد ازاں خالق کائنات نے حضور پُر نور کے نور گرامی سے ابوالبشر مہتر آدم صفی اللہ کا نور مبارک جدا کیا۔ اور پھر طینت حضرت آدم علیہ السلام سے جناب سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین حبیب خدا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ تاجدار انبیاء و مرسلین شہنشاہ معظم سرکار دو عالم نبی مدنی علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا کا وجود مبارک بنایا گیا۔ جب رب العزت نے نور محمدی کو مہتر آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں داخل کیا۔ تو ملاء اعلیٰ اس نور گرامی کے ادب و احترام اور اس کی تعظیم و توقیر کی خاطر مہتر آدم علیہ السلام کی پشت گرامی کے پیچھے دست بستہ صفیں باندھے کھڑے رہتے تھے۔ اور بنگاہ شوق و محبت اس نور انور کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ایک روز مہتر آدم صفی اللہ نے جناب باری سے سوال کیا، بار خدایا، یہ کیا بات ہے۔ کیوں یہ سب فرشتے میرے پیچھے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ فقال اللہ تعالیٰ ینظرون الیٰ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ حکم ہوا بہ اشتیاق رؤیتہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کیا، بار خدایا یہ تو بے حد بے ادبی اور نہایت گستاخی کا موجب ہے۔ خداوندا۔ تو اس نور مبارک و معظم کو میری پیٹھ سے منتقل کر کے میری پیشانی میں جلوہ گر کر دے۔ جب پروردگار عالمیان نے تاجدار مکی مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور گرامی کو جبین آدم میں جلوہ گر کر دیا۔ سب فرشتے نور محمدی کی تعظیم و تکریم کے لئے آپ کے مقابل صف باندھ کر کھڑے رہتے۔ ایک روز مہتر آدم علیہ السلام کے دل

مبارک میں اس نورِ گرامی کے دیدار پُر انوار ہمایوں کا خیال آیا، آپ نے دعا کی۔ یا الٰہ العالمین تو میرے دل کے راز کو بہتر جانتا ہے۔ میرا دل اس نورِ گرامی کی روئیت کا بے حد مشتاق اور اس کی لقاء کا نہایت آرزومند ہے۔ یا الٰہی تو مجھے اس نورِ مبارک کے دیدار ہمایوں سے مشرف فرما۔ تب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے حبیب گرامی کا نورِ مبارک مہتر آدم علیہ السلام کی انگشت شہادت کے ناخن میں جلوہ گر کیا مہتر آدم علیہ السلام نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ اس وجہ سے یہ انگلی بنام انگشت شہادت اور مسبحہ کے نام نامی سے موسوم ہوئی۔ کیونکہ اس کے ہمراہ توحید خدا کا اقرار کیا جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ اس کی رگ دل کے بالکل قریب ہے۔ پھر مہتر آدم علیہ السلام نے جناب ربانی سے سوال کیا۔ خداوندا۔ کیا اس نور گرامی سے ہنوز کچھ حصہ باقی موجود ہے۔ فرمان ربانی صادر ہوا، آپ کے اصحاب خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کا نور گرامی باقی ہے۔ کہا۔ بار خدایا تو اپنے فضل عمیم سے اس کو میری دوسری انگلیوں میں انتقال فرمایا۔ تب بحکم باری تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نور گرامی انگشت وسطیٰ میں اور سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نور مبارک انگشت بنصر میں اور سیدنا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا نور گرامی انگشت خنصر میں اور سیدنا و مولانا و مولیٰ کل المومنین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نور گرامی ابہام یعنی نر انگشت کے ناخنوں میں ظاہر کیا گیا۔ مہتر آدم علیہ السلام نے فرط محبت ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھا۔ نزہۃ المجالس مصری جلد ۲ صہ ۱۲۹

مواہب لدنیہ مصری صہ ۱۲ جلد اول۔ لما خلق اللہ حواء لتسکن الی آدم علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے مہتر آدم علیہ السلام کی بائیں پہلو کی پسلی سے ام البشر حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ تاکہ آپ کی صحبت میں بود و باش اختیار کریں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہم جنس ہونے کی وجہ سے آپس میں مانوس رہیں۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　　کبوتر با کبوتر باز با باز

جب مائی صاحبہ پر مہتر آدم علیہ السلام کی صحبت کا اثر رونما ہوا، ان ایام مبارک میں قدرت ربانی سے مائی صاحبہ کے بطن مبارک سے بیس شکموں میں چالیس توام یعنی جوڑہ جوڑہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ صرف ایک مولود سعید بنام شیث علیہ السلام اکیلے تو۔۔

ہوئے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مہتر کے بعد منصب نبوت سے سرفراز کیا۔ فلما توفی آدم علیہ السلام کان شیث علیہ السلام وصیاً علی اولاد آدم ثم اوصی شیث ولدہ بوصیۃ آدم ان لا یضع ھذا النور الا فی المطھرات من النساء ثم لم یزل ھذہ الوصیۃ من قرن الی قرن الی ان ادی اللہ تعالیٰ النور الی عبد المطلب وولدہ عبد اللہ۔ جب تقدیر ربانی سے مہتر آدم علیہ السلام کی وفات شریف واقع ہوئی۔ پھر آپ کی اولاد گرامی سے حضرت شیث علیہ السلام وصی مقرر ہوئے پھر آپ نے بھی اپنے بیٹے کو مہتر آدم علیہ السلام کی وصیت سے خبردار کیا، اور تاکید شدید کی۔ کہ اے میرے نور نظر اور لخت جگر آگاہ رہو۔ کہ اس نور مبارک کو پاکیزہ عورتوں کے بطون میں بوجہ حلال سپرد کریں، پھر یہ وصیت کا سلسلہ نسلاً بعد نسل ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک متواتر جاری رہا، یہاں تک کہ خداوند کریم رؤف الرحیم نے اس نور مبارک کو حضور پُر نور کے جد اعلیٰ سیدنا عبدالمطلب اور ان کی اولاد گرامی سیدنا حضرت عبداللہ والد ماجد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نور سپرد کیا

یارب صل وسلم دائماً ابداً علی روح النبی بدر الدجیٰ محمدی

معارج النبوۃ صفحہ ۴۲ جلد اول۔ چوں انوش بحد بلوغ رسید۔ شیث علیہ السلام او را نخواند۔ گفت اے پسر من پدر من مہتر آدم از برائے حفاظت ایں نور گرامی عہد و میثاق از من بستید۔ من نیز ایں عہد و میثاق را از تو مے ستانم۔ کہ در غیر معصومات وضع ایں نور نکنی۔ انوش قبول نمود جس وقت مہتر انوش حد بلوغت کو پہنچا، ایک روز مہتر شیث علیہ السلام نے اس کو بلا کر کہا۔ اے میرے نور نظر میرے والد محترم سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے مجھ سے اس نور محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی نگہبانی کے لئے عہد و اقرار لیا تھا۔ آج میں بھی حسب وصیت پدر خود تجھ سے یہ عہد و اقرار لیتا ہوں، خبردار۔ کہ اس نور گرامی کو عصمت فروش مستورات کے ارحام میں سپرد نہ کریں انوش نے بسر و چشم اس وصیت کو منظور کیا۔ ھکذا فی المدارج

حضرت ملا جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالک الحنفاء صفحہ ۱۳ پر تحریر کرتے ہیں:۔

قال ابن عباس فی تاویل قول اللہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین ای تقلبک من اصلاب الطاھرۃ من اب الی اب الی ان جعلک نبیاً۔ کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر بیچ قول خدا کے اور گردش کرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے یعنی تو محمد صلعم کا گردش کرنا

یہ پاکیزہ پشتوں کے ایک باپ کی پشت مبارک سے دوسرے والد شریف کی طرف یہاں تک کہ آپ کو منصب نبوت و رسالت سے ممتاز کیا گیا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مجدد مائۃ عاشرہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نور کی وصیت کے قصہ سے اپنی تصنیفات میں ابوین شریفین کے ایمان دار ہونے پر استدلال کیا ہے، بلکہ حضور پُرنور سرور کائنات افضل جملہ موجودات صدر دیوان نبوت و رسالت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام سلسلۂ نسب جملہ رجال و نساء تا سیدنا مہتر آدم صفی اللہ علیہ السلام و ام المومنین سیدۃ النساء مائی حوا علیہا السلام تک سب کا دولت سعادت ایمان سے ممتاز و مکرم ہونا بیان کیا ہے، اکثر اہل تحقیق نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اس واقعہ کو حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی محدث شامی رحمۃ اللہ علیہ نے با بیات ذیل نظم کیا ہے

تنقل احمد نورا عظیم ۔۔۔ تلالاء فی جبین ساجدینا

تقلب فیھم قرنا بعد قرن ۔۔۔ الی ان جاء خیر المرسلینا

کتاب الشفاء فی حقوق المصطفےٰ مصری جلد اول ص۳۲ میں ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ آدم اھبطنی فی صلبہ الی الارض وجعلنی فی صلب نوح فی السفینۃ وقذفنی فی النار فی صلب ابراھیم ثم لم یزل ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط والی ھذا اشار عباس بن عبد المطلب فی قصیدتہ۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے

جب تبارک و تعالیٰ نے مہتر آدمؑ کو پیدا کیا، تو مجھے اس کی پشت مبارک میں زمین پر نازل کیا۔ پھر مجھے مہتر نوح علیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی میں سوار کیا، بعد ازاں مجھے نار نمرودی میں ڈالا گیا، درانحالیکہ میں سیدنا مہتر ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں موجود تھا۔ میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے ارحام مصفّیٰ مطہرہ کیطرف منتقل ہوتا چلا آیا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین گرامی سے دار دنیا میں تولد پذیر ہوا۔ کوئی بشر ان سے مرتکب سفاح کا نہیں ہوا۔ اسی بات کی طرف حضورؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدہ مبارک میں اشارہ کیا ہے۔۔۔

۵۔ من قبلہا طبت فی الظلال وفی ... مستودع حیث یخصف الورق
ثم ہبطت البلاد لا بشر ... انت ولا مضغۃ ولا علق
بل نطفۃ ترکب السفین وقد ... الجم نسراً واہلہ الغرق
وردت نار الخلیل مستتراً ... فی صلبہ انت کیف یحترق
یا برد نار الخلیل یا سبباً ... لعصمۃ وہی تحترق
انت طالعت اشرقت الارض ... وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء والنور ... وسبیل الرشاد نخترق

یا رسول اللہ! آپ اپنی پیدائش سے پہلے بہشت بریں کے سایوں میں مقیم تھے۔ جہاں درختوں کے پتے چپکائے جاتے ہیں۔ جو قول خدا آیۂ یخصفان علیہما من ورق الجنۃ کی طرف اشارہ ہے۔ جب آپ زمین پر نازل ہوئے، نہ حضور پُر نور صورت بشری میں جلوہ گر تھے، نہ بصورت مضغہ کے اور نہ علقہ کے۔ بلکہ بصورت نطفہ کے کشتی مہتر نوح علیہ السلام میں سوار تھے، جس وقت نصر بت اور اس کے پرستاروں کو طوفان نے غرق کی لگام پہنائی تھی، آپ نار نمرودی میں صلب خلیل الرحمان علیہ السلام میں داخل ہوئے آپ کی موجودگی سے خلیل کو کیسے آگ جلا سکتی تھی، نار نمرودی کو خلیل پر ٹھنڈا کرنے والے اور ان کی حفاظت کا وسیلہ بننے والے ہیں۔

ب۔ آپ کی ولادت باسعادت سے تمام بقعۂ زمین روشن ہو گئی۔ اور آسمان کے کنارے چمک گئے ہم اس روشنی اور نور سے روشن ہیں۔ اب ہدایت کی تمام راہیں کھل گئی ہیں۔

ابن جابر رض نے کہا ہے:۔

بہ اجاب اللہ آدم اذ دعا ... ونجی فی بطن سفینۃ نوح
وما ضرت النار الخلیل لنورہ ... ومن اجلہ نال الفداء الذبیح

زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول مصری۔ ان آبائی ما کانوا مشرکین لحدیث ابن عباس رض
قد ارتضی ذالک العلامۃ المحقق السنوسی محشی الشفاء فقالا لم یتقدم لوالدیہ
صلی اللہ علیہ وسلم شرک وکانا مسلمین لانہ علیہ الصلوۃ والسلام انتقل من اصلاب
الکریمۃ الی الطاہرۃ ولا یکون ذالک الا مع الایمان باللہ تعالیٰ الالزم المحظور بشک جناب

سرور کائنات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین گرامی ہرگز کافر و مشرک نہ تھے۔ سابقہ
دلیل حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جو اوپر گذری ہے اختیار کیا اور
قبول کیا اس کو علامہ محقق سنوسی اور تلمسانی شارحین شفاء عیاض نے انھوں نے کہا ہے۔ کہ ہرگز داخل
نہیں ہوا کفر و شرک بیچ والدین شریفین نبی کے۔ وہ سب کے سب مومن تھے۔ کیونکہ سید الوریٰ تاجدار
انبیاء حبیب خدا علیہ افضل صلوٰۃ المصلین وازکی سلام المسلمین کی ذات عالی ہمیشہ عالم ارواح
میں بزرگوار پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف انتقال پذیر ہوتی رہی ہے۔ اور نہیں لازم ہوتی یہ بات
مگر ساتھ حاصل ہونے ایمان و اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔ ورنہ گمراہی کا خطرہ لاحق ہوتا۔

تفسیر جمل ص۲۹۶ ج۳ قولہ تعالیٰ۔ وتقلبک فی الساجدین۔ فسر بعضھم بالمؤمنین
ای یدلک متقلباً فی اصلاب وارحام المؤمنین من لدن آدم وحواء الی عبداللہ
وآمنۃ جمیع اصولہ رجالاً ونساءً مؤمنون۔ اور گردش کرنا تمہارا بیچ سجدہ کرنے والوں کے
بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ساجدین کی تفسیر مومنین سے کی ہے جس سے یہ مراد ہے
کہ خدا کی ذات عالی آپ کو گردش کرتے ہوئے دیکھتی رہی ہے۔ بیچ پشت آباء کرام وارحام
امہات اہل ایمان کے۔ سیدنا مہتر آدم علیہ السلام وام البشر مائی حوا صاحبہ علیہا السلام سے
لے کر حضرت عبداللہ اور آپکی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ خاتون تک آپ کے تمام اصول مردوں
اور عورتوں سے سب کے سب ایمان دار تھے۔

زرقانی ص۱۷۳ جلد اول مصری۔ علامۂ دوراں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اسرار التنزیل
میں فرماتے ہیں۔ ان آباء الانبیاء ما کانوا کفاراً یدل علیہ قولہ تعالیٰ الذی یراک حین
تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ ینقل نورہ من ساجد الی ساجد قال ففیہ
دلالۃ علی ان جمیع آباءہ صلی اللہ علیہ کانوا مسلمین۔ بے شک حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے والدین گرامی سے کوئی شخص کافر نہ تھا۔ اس پر خدا کا فرمودہ صاف دلالت کرتا ہے
جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے نماز میں۔ اور گردش کرنا بیچ سجدہ کرنے والوں کے اکثر
علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے۔ آیۃ ہذا سے یہ مراد ہے۔ کہ ہمیشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک مومن سے دوسرے مومن کی صلب مبارک میں انتقال پذیر ہوتا رہا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ آیۃ گرامی اس بات پر صریحاً دال ہے۔ کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے جملہ آباء و امہات ایمان دار تھے۔

نیارد بادرت اعمیٰ زالوان ۔۔۔ دگر صد سال گوئی نقل و برہان

سفید و زرد و سُرخ و سبز کاہی ۔۔۔ بہ نزد او نباشد جز سیاہی

مواہب لدنیہ مصری ص۳۲ جلد اوّل۔ ومما یدل علی ان آباء محمد صلّی اللہ علیہ وسلم ماکانوا مشرکین قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات وقال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فوجب ان لایکون احد فی اجدادہ مشرکاً۔ اور جو چیز اس بات پر صاف صاف دلالت کرتی ہے بالتحقیق سُلطان الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین گرامی ہرگز کافر نہ تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ میں ہمیشہ (عالم ارواح میں) پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتا چلا آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ مشرک پلید ہیں۔ بنا بر آں یہ بات لازم ہوئی کہ آپ کے جملہ آبا و اجداد و امہات و جدّات سے کوئی شخص کا فرو مشرک نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

علامۂ زماں شیخ المحدثین عالم نبیل شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ افضل القریٰ میں رقم طراز ہیں:۔

ان اٰباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامہاتہ الی آدم وحوا لیس فیھم کافراً لان الکافر لایقال فی حقہ انہ مختار ولاکریم ولاطاھر بل ھو نجس وقد صرحت الاحادیث بانھم مختارون وان آباء کرام والامھات طاھرۃ قال اللہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین

تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماسوا انبیاء کرام کے اور آپ کی مائیں مہتر آدم صفی اللہ اور مائی صاحبہ حوا علیہا السلام تک کوئی شخص اُن میں سے کافر نہ تھا۔ کیونکہ کفار کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ برگزیدہ اور بزرگوار اور پاکیزہ ہیں، خدا کا فرمان ہے بلکہ وہ کافر اور پلید ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں صاف لفظوں میں تصریح موجود ہے۔ کہ وہ سب خدا کے مقبول برگزیدہ بندے ہیں۔ حضور پُرنور شافع یوم النشور کے تمام والدین گرامی اور سب مائیں پاکیزہ تھیں۔ کیونکہ خداوند کریم عزّ وجلّ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اور تمہارا گردش کرنا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ یعنی بیچ اصلاب و ارحام اہل اسلام کے۔

محمد سیّد الکونین والثقلین | والفریقین من عرب ومن عجم
فاق النبیّن فی خَلق وفی خُلق | لم یداتوہ فی علم ولاکرم
فمبلغ العلم انہٗ بشر | وانہٗ خیر خلق اللّٰہ کلہم

علامۂ دوراں شیخ ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر بحر محیط میں فرماتے ہیں :—

ان الرافضۃ ھم القائلون ان آباء النّبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین مستدلین بقولہ تعالیٰ وتقلبک فی السّاجدین ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الیٰ ارحام الطاھرات مواہب لدنیہ جلد اول ص ۳۲ زرقانی جلد اوّل ص ۱۲۶ مصری - شیعہ حضرات کہتے ہیں بے شک والدین گرامی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب ایمان دار تھے - اور انہوں نے استدلال کیا ہے - ساتھ اس قول خدا کے "اور تمہارا گردش کرنا بیچ ایمان داروں کے" اور ساتھ اس فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا - میں ہمیشہ منتقل ہوتا رہا ہوں پاکیزہ پشتوں سے طرف پاکیزہ ارحام کے بیچ عالم ارواح کے۔

ملّا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ السبل الجلیلۃ کے ص۱ پر لکھتے ہیں۔

ان اباء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الیٰ آدم علیہ السّلام کانو علیٰ ملۃ التوحید نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والدین مبارک حضرت آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام تک سب کے سب ملّت توحید پر قائم تھے - مصرعہ — اگر در خانہ کس است حرفے بس است

زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۱۷۳ جلد اول مصری ان آباء الانبیاء ما کانوا کفاراً تشریفاً بمقام النّبوۃ وکذالک امہاتھم کما فی الفوائد بوجوہ منھا قولہ تعالیٰ الّذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ ینقل نورہٗ من ساجد الیٰ ساجد امن لدن آدم الیٰ ان تظھر قال الرّازی فالآیۃ دالۃ علیٰ جمیع آباء محمّدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کانوا مسلمین - حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدین گرامی سے کوئی شخص کافر نہ تھا - واسطے بزرگی اور بلندی منصب نبوّت ورسالت کے - اسی طرح ان کی والدہ شریفہ جیسا کہ فوائد میں ہے بواسطہ چند وجوہ کے - ایک ان میں سے خدا کا فرمودہ ہے - جو دیکھتا ہے

تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے اور پھرنا تیرا بیچ ایمان والوں کے۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہے۔ کہ آیۃ ہذا کے یہ معانی ہیں۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک مومن سے دوسرے مومن کی طرف انتقال پذیر ہوتا رہا ہے۔ مہتر آدم صفی اللہ سے لے کر سلسلہ بسلسلہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش گرامی تک۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس آیۃ مبارک کا مضمون صاف دلالت کرتا ہے کہ حضور پر نور فداہ روحی کے سب آباؤ اجداد مومن تھے۔ زاد اللبیب صـ۲۳۱ قلمی قالت المعتزلۃ ان احداً من آباء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واجدادہ ماکان کافراً وکذالک والد ابراھیم ماکان کافراً احتجوا علی قولھم بوجوہ۔ الحجۃ الاولی ماکانوا کفاراً یدل علیہ قولہ تعالی توکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام انتقل روحہا من ساجد الی ساجد وبھذا التقدیر فالآیۃ دالۃ علی ان جمیع آباءہ صلی اللہ علیہ والمسلمین۔ معتزلہ نے کہا ہے۔ کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادوں سے کافر نہ تھا۔ اسی طرح سیدنا مہتر ابراہیم خلیل الرحمان صلوۃ اللہ علی نبینا وعلیہ التسلیم کا والد گرامی کافر نہ تھے۔ خدا کا فرمان گرامی ہے۔ اور بھروسہ کر اوپر غالب اور مہربان کے جو دیکھتا ہے تجھکو جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ نماز کو اور گردش کرنا تمہارا بیچ سجدہ کرنے والوں کے۔ بعض علماء کرام نے کہا ہے۔ آیۃ ہذا کے یہ معنی ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ایک مومن سے دوسرے مومن کی پشت مبارک میں انتقال کرتی چلی آئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیۃ گرامی صاف دلالت کرتی ہے۔ کہ آپ کے سب آباء واجداد مسلمان تھے۔

شعر: احمق نوں کیہہ پند ونصیحت پتھر نوں کیہہ پالا ٭ کالا کمبل ململ دھوئیے پھر کالے دا کالا

مولوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاویٰ عالم گیری اپنی تفسیر مواہب الرحمٰن کی جلد ہفتم صـ۱۳۲ زیر آیۃ وتقلبک فی الساجدین تحریر کرتے ہیں۔ بزاز اور ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایۃ کی ہے۔ کہ اس آیۃ گرامی سے یہ مراد ہے کہ گردش کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت گرامی میں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کر کے نکالا۔ لکھتے ہیں کہ تفسیر معالم التنزیل اور سراج المنیر اور دیگر مفسرین

یہی معانی مراد لیتے ہیں۔ صاحب تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی سے ساجدین کی تفسیر مومنین سے نقل کی ہے۔

خصائص کبریٰ للسیوطی مصری ص ۳۸ جلد اول۔ رواہ بزار وطبرانی وابونعیم عن عکرمہ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وتقلبک فی السّاجدین قال مازال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقلب فی الاصلاب الانبیاء حتی ولدتہ اُمّہٗ۔ امام بزار اور طبرانی اور ابونعیم نے سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایۃ کی ہے۔ بیچ تفسیر قول خدا کے جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے اور گردش کرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے یہاں تک کہ حضور پر نور کو والدہ محترمہ نے جنا۔ قال اللہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد آمنا واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام سورۃ ابراھیم ب

رواہ ابن جریر عن مجاھد قال فاستجاب اللہ لابراھیم دعاءہٗ فی ولدہٖ فلم لیعبد احد من ولدہٖ صنما قط بعد دعوتہٖ فی ولدہٖ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے کر اس شہر کو (یعنی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاکو) امن والا اور بچا مجھ کو اور اولاد میری کو بُت پرستی سے علاّمہ ابن جریر نے امام مجاہدؓ سے روایۃ کی ہے اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے مہتر ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء ان کی اولاد کے حق میں قبول کی بعد ازاں ان کی اولاد سے کسی نے بُت پرستی اختیار نہیں کی۔ یعنی حضرت خلیل کی دُعاء کے بعد۔ یعنی اولاد سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہے۔

مسالک الحنفاء ص ۳۲ مصری امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ رواہ ابن ابی حاتم عن سفیان بن عیینۃؒ انہٗ سُئل ھل عبد احد من ولد اسمٰعیل الاصنام قال الم تسمع قولہٗ تعالیٰ واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام قیل فکیف لم یدخل ولد اسحاق وسایر اولاد ابراھیم فقال لانہٗ دعا لاھل ھذا البلد ان لیعبدوا اذا سکنھم ایاہ وقال رب اجعل ھذا البلد آمنا ولم یدع لجمیع البلد ان بذالک قال واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام وقد خصّ اھلہٗ

ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینۃؒ سے روایت کی ہے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا۔ کیا

کسی بشر نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد گرامی سے کسی نے بت پرستی اختیار کی ہے۔ کہا کیا تو نے قرآن باری کو نہیں سنا، یارب بچا مجھ کو اور اولاد میری کو بت پرستی سے۔ اس نے پوچھا پھر کیا سبب ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے سوا حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد اور خلیل کی دوسری اولاد اس دعا میں شامل نہ ہوئی۔ آپ نے سائل کو یہ جواب دیا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن صلوٰۃ اللہ علی نبینا و علیہ التسلیم نے صرف اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ بار خدایا۔ تو اس شہر مکرم کے رہنے والوں کو بت پرستی سے بچا، اور اس شہر گرامی کو امن والا بنا۔ بنی سے مراد بنو اسمٰعیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ جو ساکنان بیت الحرام ہیں۔ دوسری تمام اولاد اس دعاء سے خارج ہے۔ بنو اسحاق ملک شام میں آباد تھے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم دبالمؤمنین رؤف رحیم توبہ ۱۵ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے نہایت شاق گزرتی ہے اس پر تکلیف تمہاری اور طمع کرنے والا ہے تمہارے ایمان کا۔ اور ایمان والوں کے ساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ خصائص کبریٰ جلد اول ص۳۸ مواہب لدنیہ جلد اول ص۱۳ مدارج النبوۃ ص۵ جلد ۲۔

رواہ ابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح الفاء قال انا انفسکم نسباً وصہراً وحسباً لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح۔ ابن مردویہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیۃ گرامی لقد جاءکم رسول من انفسکم کی تلاوت کی۔ اور انفسکم کو ساتھ فاء کے پڑھا۔ پھر فرمایا میں تم سب سے از روئے نسب اور سسرال اور حسب کے بہت پاکیزہ ہوں بیچ میرے آباؤ اجداد کے سفاح داخل نہیں ہوا تمام سلسلہ نسب میں مہتر آدم صفی اللہ تک نکاح کی رسم جاری رہی ہے شفاء مصری جلد اول ص۱۱۱۔ طبرانی نے معجم اوسط میں ابونعیم نے حلیۃ اور ابن عساکر نے مدینۃ العلوم و المطالب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایۃ کی ہے۔ فرمایا نسباً وصہراً وحسباً لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ از روئے نسب اور حسب کے پاک ہوں۔ سفاح کی تاثیر نے

میرے آباؤ اجداد گرامی میں نفوذ نہیں کیا۔ سب میں سیدنا مہتر آدم صفی اللہ تک ہمیشہ نکاح رسم کا رواج جاری رہا ہے۔

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کتبت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس مائۃ ام فما وجدت فیھن سفاحاً ولاشیئاً مما علیہ الجاھلیۃ کما فی الشفاء ص۱۱ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ صد ماؤں کے حالات قلم بند کئے۔ میں نے ان میں سے کسی فرد واحد میں اثر سفاح اور رسوم جاہلیت کو نہیں پایا۔ للہ در من قال

خُلقت مبرّء من کل عیب      کانّک خلقت کماء تشاء

واحسن منک لم تر قط عینی      واجمل منک لم تلد النساء

مفسر قرآن علامہ زماں مولانا اسمٰعیل صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں لکھتے ہیں:۔

وقرئ من انفسکم بفتح الفاء ای من افضلکم واشرفکم۔ بعض قراء نے انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ کہ میں تم سب سے بے حد بزرگ اور بلند پایہ ہوں۔

اور تفسیر معالم التنزیل جلد ۳ ص۱۴۱ قرء ابن عباس رض والزہری وابن محیض انفسکم بفتح الفاء ای اشرفکم افضلکم۔ سیدنا مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور امام زُہری اور ابن محیض رض نے انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا ہے۔ بے حد شریف اور بہت بزرگ مرتبہ۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔

صاوی علی الجلالین جلد ثانی ص۱۷۶ ۔ قولہ تعالیٰ:۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم اللام لقسم محذوف ای عزتی وجلالی لقد جاءکم رسول من انفسکم خطاب للعرب قال ابن عباس رضی اللہ عنہ لیس قبیلۃ من العرب الّا وقد ولدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولہ فیھا نسب وانفسکم باتفاق السبعۃ وقرئ من انفسکم بفتح الفاء من والمعنی قد جاءکم رسول من انفسکم من اشرفکم افضلکم قدراً۔ لما فی الحدیث رواہ مسلم عن واثلۃ بن اسقع قال ان اللہ اصطفٰے کنانۃ من ولد اسمٰعیل واصطفٰے قریشاً من کنانۃ واصطفٰے بنی ھاشم من قریش واصطفانی من بنی ھاشم فانا خیار من خیار۔ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ اور یہاں در رو دلام قائمقام قسم محذوف کے ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے۔ آیا پاس تمہارے میرا رسول بلند شان یہ خطاب اہل عرب کو ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تمام قبائل عرب میں سے کوئی قبیلہ ایسا موجود نہیں۔ جس میں حضور پرنور صلعم کی رشتہ داری نہ ہو۔ اور انفسکم ساتھ ضمہ کے قراء سبعہ کی قرأت ہے۔ لیکن بعض نے انفسکم کو ساتھ زبر فاء کے پڑھا ہے۔ بمعنی شیٔ نفیس کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے اہل عرب تمہارے پاس میرا رسول کریم صاحب خلق عظیم رؤف رحیم صاحب صراط مستقیم منبع رشد وہدایت سرتاج انبیاء حاوی جمیع فضائل وکمالات نبوت ورسالت امام القبلتین نجیب الطرفین آیا ہے علیہ الوف الصلوۃ والسلام ما دامت اللیالی والایام۔ من عند ذی الجلال والاکرام

مسلم شریف میں واثلہ بن اسقع رضؓ سے مروی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد گرامی سے کنانہ کو منتخب کیا۔ پھر اولاد کنانہ سے قریش کو انتخاب کیا، پھر قریش کی اولاد سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا۔ پھر سب خاندان بنی ہاشم نے مجھے برگزیدہ کیا۔ میں ابدالآباد تمام برگزیدہ لوگوں سے برگزیدہ ہوتا چلا آیا ہوں۔۔۔ خصائص کبریٰ صہ ۳۹ جلد اول مصری شفاء عیاض صہ ۶۳/۱ مصری التعظیم والمنۃ للسیوطی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان قریشا کانت نورا بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق اللہ تعالیٰ (ای آدم عم) بالفی عام یسبح ذالک النور ویسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق آدم اُلقی ذالک النور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذفنی فی النار فی صلب ابراھیم ثم لم یزل ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی ارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ قریش بصورت ایک نور گرامی کے اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود تھا، حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال پہلے دائم الاوقات یہ نور مبارک خدا کی حمد وثناء اور تسبیح میں مشغول رہتا تھا، اور ملاء اعلیٰ اس کی تسبیح کی آواز سن کر تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت آدم صفی اللہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ یہ نور پاک اس کی پشت گرامی میں داخل کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم علیہ السلام

میں زمین پر اُتارا۔ پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی میں سوار کیا پھر میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ التسلیم کی پشت گرامی میں نار نمرودی میں پھینکا گیا، میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف گردش کرتا رہا ہوں، یہاں تک کہ میں اپنے والدین گرامی سے تولد پذیر ہُوا۔ کوئی شخص اُن میں سے سفاح کا مرتکب نہیں ہُوا۔ محدث زماں قاضی عیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد نقل حدیث شریف کے رقم طراز ہیں۔ ویشھد بصحۃ ھذا الحدیث شعر العباس المشھورۃ فی مدائح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف کی صحت پر سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار گواہی دیتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں عندالناس مشہور و معروف ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد شریف سیدنا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی عصمت اور عفت کا ایک واقعہ مصنف رحمۃ للعالمین ص ۱۰۶ جلد ثانی میں تحریر کیا ہے۔ ابونعیم اور خراطی اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایۃ کی ہے۔ دیکھو خصائص کبریٰ ص ۹۶۔ جس وقت حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القیام کے جد اعلیٰ سیدنا عبدالمطلب اپنے نور بصر لخت جگر سیدنا حضرت عبداللہ کو ہمراہ لے کر ان کے نکاح کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہُوئے۔ راستہ میں ایک کاہنہ عورت قوم خشعم سے کھڑی تھی جب یہ دونوں حضرات اس کے پاس سے گزرنے لگے۔ اس عورت کا نام فاطمہ دختر مُرّ الخشعمیہ تھا جس نے تورات شریف کو پڑھا ہُوا تھا اور دین یہود کو اختیار کیا تھا۔ تب اس نے اپنی علمی فراست سے سیدنا حضرت عبداللہ کے چہرۂ انور پر نُور نبوّت کی تابانی کے انوار ملاحظہ کئے۔ اس نے حضرت عبداللہ سے عرض کی۔ اے جوان کیا تجھے فی الحال عورت کی خواہش ہے۔ اگر اب تو میری تمنائے قلبی کو پورا کرے۔ میں تجھے اس کے معاوضہ میں سو اونٹ دونگی۔ جو تمہارے فداء میں تمہارے والد شریف نے نحر کئے تھے۔ آپ نے انکار کیا، یہ جواب دیا:۔

اما الحرام فالممات دونہٗ — فالحل لاحل فاستبینہٗ

فکیف الامر الذی تبغینہٗ — یحم الکریم عرضہ ودینہٗ

فعل حرام کے ارتکاب سے موت بہتر ہے۔ میں تو فعل حلال کا خواہاں ہوں، مگر اس کے لئے

اعلان کرنا ضروری ہے۔ افسوس ہے۔ کہ تو مجھے اپنی خواہش نفسانی کی مطلب برآری کے لئے ورغلاتی ہے۔ ہر شریف انسان پر اپنی آبرو اور دین کی نگہبانی کرنا بے حد لازم ہوتی ہے۔

حفیظ صاحب جالندھری نے کیا خوب کہا ہے ؎

کہ ہٹ جا دُور، کرتے نہیں اشراف کام ایسا ۔۔۔ سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعل حرام ایسا
اگر تو عقد کو کہتی تو شاید مان جاتا میں ۔۔۔ مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بناتا میں
مگر تو نے تو بے شرمی دکھائی اور بہکایا ۔۔۔ فریب و مکر سے مجھ کو گناہ کرنے پر اُکسایا
تری صورت سے ہے مجھکو بیحد احساسِ نفرت کا ۔۔۔ شریف انسان پہ لازم ہے بچانا دین عزت کا

لیکن مدارج النبوت ص۱۳ جلد ثانی میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے اس عورت کا نام رقیقہ دختر نوفل ذکر کیا ہے، جس نے ایک صد اونٹ دینے کا لالچ دیا تھا، یہی قول اقرب الی الصواب ہے

مواہب لدنیہ ص۳۳ جلد اول مسالک الحنفاء ص۴۲ الدرج المنیفہ ص۱۶ میں ہے۔ ابونعیم نے بروایۃ زہری ام سماعہ دختر ابی رہم سے اور اس نے اپنی والدہ سے روایۃ کی ہے۔ کہ میں سیدہ عفیفہ سیدتنا حضرت آمنہ خاتون والدہ ماجدہ سیدنا وشفیعنا و مولانا محمد صلعم کی بیماری کی حالت میں آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئی۔ جس سے آپ جان بر نہ ہوئی۔ اس وقت جناب آقائے نامدار تاجدار مدینہ طیبہ علیہ الصلوۃ والسلام پانچ سال کی عمر کے تھے۔ اور اپنی اماں جان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں سیدہ آمنہ خاتون نے اپنا سر مبارک اٹھا کر حضورؐ کے چہرہ مبارک کی طرف نگاہ کی، اور مندرجہ ذیل ابیات پڑھے:۔

بارک اللہ فیک یا غلام ۔۔۔ یا ابن الذی من حومۃ الحمام
نجا بعون الملک العلام ۔۔۔ فودی غداۃ الضرب بالسہام
بمأئۃ ابل من سوام ۔۔۔ ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام ۔۔۔ من عند ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل والحرام ۔۔۔ تبعث بالتحقیق والاسلام
دین ابیک ابراہام ۔۔۔ فاللہ ینہاک عن الاصنام
ان لا توالیہا مع الاقوام

پھر کہا۔ ہر ایک جان دار فنا ہونے والا ہے اور ہر نو کہنہ ہونے والا ہے۔ میں عنقریب اس دار فانی سے
آخرت اختیار کرنے والی ہوں، مگر عالم دُنیا میں میری یاد اور شہرت ابد الآباد قائم اور تا زندہ رہے گی، کیو
میں نے اپنے پیچھے بھلائی کو اپنی یادگار چھوڑا ہے، میں نے آپ کو ہر عیب و نقص سے پاکیزہ جنا ہے
ازاں حضور کی والدہ ماجدہ نے اپنی جان عزیزہ کو جان آفرین کے سپرد کر دیا۔ اور ہم نے ان کی وفات
پر جنات کو مندرجہ ذیل اشعار کے ساتھ گریہ زاری کرتے سنا۔ خصائص کبریٰ صلا للہ ودمن قا

تبکی الفتاۃ البرالو صینہ ذات الجمال والعفۃ والرزینہ زوجۃ عبد اللہ والقرینہ

ام نبی اللہ ذی السکینہ صاحب المنبر والمحراب فی المدینہ صارت لدی حفرتھا رھینہ

ہم اس مستورہ جواں سال نیکوکار پر روتے ہیں۔ جو حُسن و جمال کی دیوی اور عفت و عصمت کی
تھیں۔ جو سیّدنا حضرت عبد اللہ کی بیوی اور رفیق حیات تھی، جو رسول خدا صاحب سکینہ کی والدہ ماجد
تھی، جو مدینہ شریفہ میں صاحب محراب و منبر ہوں گے۔

افسوس صد افسوس۔ کہ اس دُرِّ یتیم کی والدہ مکرمہ قبر کے گڑھے میں مرہون ہو چکی ہیں۔ ارباب دا
و بینش پر واقعہ مندرجہ بالا کے ابیات کے مضمون سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و
وسلم کی والدہ محترمہ کو آپ کی نبوّت اور بعثت کا علم تھا۔ اور اس کی تصدیق اظہر من الشمس ہے۔
آپ دین ابراہیمی کو از سر نو زندہ کریں گے، اور بت پرستی کی رسوم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیں
توحید کا علم بلند کریں گے۔ لوگوں کو اسلام حقانی کی دعوت دیں گے۔ اور آپ کی بعثت کا آغا
معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً سے ہوگا۔ اس وقت صرف ایمان اجمالی کی ضرورت تھی، اس وقت حضور
نبوّت پر سرفراز نہ تھے۔ وُہ تقدیر الٰہی سے آپ کے حصول پایۂ نبوّت و رسالت سے عرصہ دراز پہلے فو
ہو گئے۔ ان کا دامن شرک و کفر کی آلائش سے بالکل پاکیزہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع وا

قال اللہ تعالیٰ۔ اللہ نورُ السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکاۃ فیھا مصباح المص
فی زجاجۃ الزجاجۃ کانّھا کوکب دُرّیّ یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ
غربیۃ یکاد زیتھا یضیٓءُ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔ سُو
سُورۂ نور پ۱۸۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال مانند طا
کے ہے جس میں چراغ رکھا ہو، اور چراغ بیچ قندیل کے ہے۔ اور وُہ قندیل مانند چمک دا

پھر کہا۔ ہر ایک جان دار فنا ہونے والا ہے اور ہر نو کہنہ ہونے والا ہے۔ میں عنقریب اس دار فانی سے سفر آخرت اختیار کرنے والی ہوں، مگر عالم دُنیا میں میری یاد اور شہرت ابدالآباد قائم اور تازہ رہے گی، کیونکہ میں نے اپنے پیچھے بھلائی کو اپنی یادگار چھوڑا ہے، میں نے آپ کو ہر عیب و نقص سے پاکیزہ جنا ہے۔ بعد ازاں حضور کی والدہ ماجدہ نے اپنی جان عزیز کو جان آفرین کے سپرد کر دیا۔ اور ہم نے ان کی وفات شریف پر جنات کو مندرجہ ذیل اشعار کے ساتھ گریہ زاری کرتے سنا۔ خصائص کبریٰ صلاۃ اللہ درمن قال

تبکی الفتاۃ البرۃ الوصینہ ذات الجمال والعفۃ والرزینہ زوجۃ عبد اللہ والقرینہ

ام نبی اللہ ذی السکینہ صاحب المنبر والمحراب فی المدینہ صارت لدی حفرتہا رہینہ

ہم اس مستورہ جواں سال نیکوکار پر روتے ہیں۔ جو حسن و جمال کی دیوی اور عفت و عصمت کی ملکہ تھیں۔ جو سیدنا حضرت عبداللہ کی بیوی اور رفیق حیات تھی، جو رسول خدا صاحب سکینہ کی والدہ ماجدہ تھی، جو مدینہ شریفہ میں صاحب محراب و منبر ہوں گے۔

افسوس صد افسوس۔ کہ اس دُرِ یتیم کی والدہ مکرمہ قبر کے گڑھے میں مرہون ہو چکی ہیں۔ ارباب دانش و بینش پر واقعہ مندرجہ بالا کے ابیات کے مضمون سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ کو آپ کی نبوت اور بعثت کا علم تھا۔ اور اس کی تصدیق اظہر من الشمس ہے۔ کہ آپ دین ابراہیمی کو از سرِ نو زندہ کریں گے، اور بت پرستی کی رسوم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیں گے توحید کا علم بلند کریں گے۔ لوگوں کو اسلام حقانی کی دعوت دیں گے۔ اور آپ کی بعثت کا آغاز مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا وتعظیما سے ہوگا۔ اس وقت صرف ایمان اجمالی کی ضرورت تھی، اس وقت حضور منصب نبوت پر سرفراز نہ تھے۔ وہ تقدیر الٰہی سے آپ کے حصول پایۂ نبوت و رسالت سے عرصہ دراز پہلے فوت ہو گئے۔ ان کا دامن شرک و کفر کی آلائش سے بالکل پاکیزہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قال اللہ تعالیٰ۔ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکاۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ سورۃ سورۂ نور پ۱۸ = اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال مانند طاق کے ہے جس میں چراغ رکھا ہو، اور چراغ بیچ قندیل کے ہے۔ اور وہ قندیل مانند چمک دار

ستارہ کے درخشاں ہے۔ جو برکت والے درخت کے روغن سے جلایا جاتا ہے جس کا نام گرامی زیتون ہے۔ نہیں ہوتا بیچ ممالک شرقی میں اور نہ ارض غربی میں قریب ہے کہ اس کا روغن روشنی دے۔ اگرنہ چھوئے اس کو آگ۔ روشنی ہے اوپر روشنی کے اللہ تعالیٰ راہ نمائی کرتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو جی چاہے۔ اُبی بن کعب اور ابو العالیہ رضی اللہ عنھما سے اس کی تفسیر میں مروی ہے:۔

اللہ مزین السموات والارض زین السماء بالشمس والقمر والنجوم والملائکۃ وزین الارض بالانبیاء والعلماء والمومنین۔ اللہ تعالیٰ زینت دہندہ آسمانوں اور زمینوں کا ہے جو آرائش و زیبائش دی آسمانوں کو ساتھ آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور فرشتوں کے اور زینت دی زمین کو ساتھ وجود گرامی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اور حضرات اولیاء و علماء کرام اور اہل ایمان کے اور مختلف اقسام کی گوناگوں نباتات و اشجار سے۔ مثل نورہ اس کے نور کی مثال۔ سہل بن عبداللہ نے کہا ہے یعنی نور محمدی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کی مثال جبکہ وہ عالم روحانی میں اپنے آباء و اجداد کی پشت مبارک میں مانند طاق کے تھے جس میں چراغ روشن ہو۔ شفا شریف ص۱۳ مواہب لدنیہ ص۲۵ تفسیر عباسی ص۲۲۵ کعب بن محمد قرظی رضی نے کہا ہے۔ المشکاۃ ابراھیم والزجاجۃ اسمٰعیل والمصباح محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشجرۃ مبارکۃ ابراھیم وسماہ مبارکا لان اکثر الانبیاء من صلبہ نور نبی من نسل نبی نور محمد ونور ابراھیم۔ مشکوۃ یعنی محراب سے مراد سیدنا مہتر ابراہیم خلیل اور قندیل سے سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور چراغ سے مراد سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین محبوب رب العالمین حضرت محمد الرسول اللہ علیہ من الصلوۃ افضلہا ومن التحیۃ اکملہا ہیں۔ اور درخت مبارک سیدنا مہتر ابراہیم علیہ السلام ہیں، خدا نے اس وجہ سے ان کا نام نامی اور اسم گرامی مبارک رکھا ہے۔ کہ تمام انبیاء بنو اسرائیل علیہم السلام کے آپ جد اعلیٰ ہیں۔ نور علیٰ نور۔ آپ نبی ہیں۔ نسل حضرات انبیاء اکرم علیہم السلام سے۔

پدر نور ست پسر نور ست مشہود　　　از ینجا فہم کن نورٌ علیٰ نور

تفسیر قادری ص۱۲۲ جلد ثانی میں ہے۔ کہ روح الارواح میں ہے۔ کہ نور سے مراد حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور گرامی مراد ہے مشکاۃ سے مراد سیدنا ابو البشر مہتر آدم صلی اللہ اور زجاجہ شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام اور زیتون مہتر ابراہیم خلیل علیہ السلام اور مصباح

ہمارے آقائے نامدار تاجدار مکی مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کی طرف اشارہ ہے
روح البیان ص ۹۷۲ مطبوعہ دیوبند۔ وکان علیہ الصلوٰۃ والسلام علۃ غائیۃ لوجود
کل کون فوجودہ شریف عنصرہ لطیف افضل الموجودات الکونیۃ وروحہ
افضل الارواح القدسیۃ وقبیلۃ افضل القبائل ولسانہ خیر الالسنۃ وکتابہ خیر الکتب
الالٰھیۃ وآلہ واصحابہ خیر الآل وخیر الصحابۃ وزمان ولادتہ خیر الازمان و
روضتہ المنورۃ اعلی المکانی مطلقا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی تمام کائنات ارضی
وسمائی کے لیے بمنزلہ علۃ غائی کے ہے۔ حضور پُرنور کا وجود مبارک بے حد بزرگ آپ کا عنصر لطیف
بے حد پاکیزہ ومقدس ہے اور تمام موجودات کو میں سے افضل اور عند اللہ بے حد اکرم ہے
اور جناب کی روح گرامی تمام ارواح مقدسہ سے عند اللہ افضل واشرف ہے۔ اور آپ کا قبیلہ
گرامی قبائل عرب کا سردار اور سرتاج ہے۔ آپ کی بولی تمام بولیوں سے افضل ہے۔ آپ کی
آل گرامی اصحاب کبار تمام نبیوں کی آل واصحاب شریف سے بلند پایہ ہیں۔ اور آپ کی پیدائش
شریف کا زمانہ تمام ازمنہ سے بہتر ہے۔ اور روضہ مطہرہ تمام مقامات مقدسہ سے خدا کے
نزدیک بے حد بلند پایہ ہے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کرام نے اس کو عرش بریں اور کرسی پر
رتبہ میں فوقیت دی ہے کما فی الدر المختار وشرحہ رد المختار۔ مواہب لدنیہ مدارج النبوۃ

یا صاحب الجمال یا سید البشر — من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور قاضی عیاض مالکی نے شفاء میں جیبہ حبیب البریۃ
من السماء سیدۃ النساء صدیقہ عفیفہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی ہے۔ کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے روح القدس جبرائیل
علیہ السلام نے فرمایا۔ قلبت مشارق الارض ومغاربھا فلم ارجلا افضل من محمد
لم ارنبوا با افضل من بنو ھاشم میں نے تمام شرقی اور غربی زمین کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن
مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند بلند پایہ کوئی بشر نہ ملا۔ اور میں نے کسی باپ کو نہیں دیکھا
جو اولاد بنو ہاشم سے افضل ہو۔ قال الحافظ شیخ الاسلام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لوایح الصحۃ

ظاهرۃ علی صفحات ھذا المتن - مواہب لدنیہ ص۱۳ ج ۱ - امام زماں حافظ شیخ الحدیث علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کی صحت کے انوار متن سے ہویدا ہیں - کذا فی الخصائص کبریٰ - امیر خسروؒ گوید

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام | بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
ہرگز نیاید در نظر صورت زذریت خوب تر | شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

مصرعہ - گئے دونو جہان نظر سے گذر | تری شان کا کوئی بشر نہ ملا

علامہ زمان شیخ الحدیث قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ ص۶۲ میں لکھتے ہیں - اما شرف نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لا یحتاج الی اقامۃ دلیل علیہ ولا بیان مشکل ولا خفی عنہ فانہ نخبۃ بنی ہاشم و سلالۃ قریش وصمیمہا اشرف العرب و اعزھم نفرا من قبل ابیہ و امہ من اھل مکۃ اکرم بلاد اللہ علی اللہ - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف کی بزرگی اور فضیلت ان امور سے ہے - جو محتاج دلیل اور قابل بیان کے نہیں، اور یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات خدا کا برگزیدہ رسول اور چیدہ اشخاص خاندان بنو ہاشم سے ہیں - اور خلاصہ قوم قریش اور نہایت بزرگ ترین ہستی اہالیان ملک عرب سے ہیں - اور تمام لوگوں سے نجیب الطرفین شریف الابوین ہیں - خصوصاً اہالیان مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے - جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہروں سے افضل ہے - ف جس کی شان میں قرآن شریف ناطق ہے - قولہ تعالیٰ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد - قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کرم کی - درانحالیکہ تو اس شہر مبارک کا باشندہ ہے - جو نبی صلعم کی پیدائش کا محل اور مہبط وحی اور نزول برکات و انوار کا مقام اور کعبہ شریف قبلہ گاہ اہل اسلام کا ہے - اور کثرت ثواب کا گھر ہے - مجدد زماں محدث دوراں حاوی فروع و اصول حضرت ملا جلال الدین سیوطی نور اللہ مرقدہٗ مسالک الحنفاء ص۱۹ الدرج المنیفہ ص۱۲ پر لکھتے ہیں :-

(۱) ان الاحادیث الصحیحۃ دلت علی ان کل اصل من اصول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من آدم الی ابیہ عبد اللہ فھو افضل اھل قرنہ ولا احد فی قرنہ ذالک

افضل وخیر امۃ

(۲) ان الاحادیث والاخبار والآثار دلت علی انہا تخل الارض من عہد نوح و آدم الی بعثۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقوم الساعۃ من ناس قائمۃ علی الفطرۃ یعبدون اللہ ویوحدونہ ویصلّون لہ وبہم تحفظ الارض لولاھم لھلکت الارض و من علیھا واذا قرنت بین ھاتین المقدمتین انتج منھا بان آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن فیھم مشرک لانہ قد ثبت فی کل زمان انھم خیر قرنہ فالکان الناس علی الفطرۃ ھم آباءھم فھوالمدعی فان کان غیرھم خیر منھم وھم علی شرک لزم احد الامرین اما ان یکون المشرک خیرا من المسلم وھو باطل بالاجماع و اما غیرھم خیر منھم وھو باطل لمخالفۃ الاحادیث الصحیحۃ فوجب ان لایکون منھم مشرک لیکونوا خیر اھل الارض فی کل قرنہ۔ یہ احادیث صحیح اس بات پر صاف دلالت کرتی ہیں۔

(۱) کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ آباء و اجداد بہتر آدم صفی اللہ سے لے کر سیّدنا حضرت عبداللہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد تک تمام لوگ اپنے اپنے اہل زمانہ سے بہترین اشخاص میں سے تھے۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کے زمانہ میں ان سے افضل و اکرم نہ تھا۔

(۲) احادیث و اخبار و آثار دلالت کرتے ہیں۔ کہ زمانہ بہتر نوح علیہ السلام اور ابوالبشر سیّدنا بہتر آدم خلیفۃ اللہ سے لے کر آں حضرت صلعم کی بعثت تک اور قیامت تک ہرگز زمین ایسے لوگوں سے خالی نہ رہی ہے۔ جو ابدالآباد فطرت پر قائم ہوں، جو ہمیشہ عبادت گزار ہوں اور توحید الٰہی کا اقرار کنندہ اور نمازخوان ہوں اور ان کی طفیل اہل زمین کی نگہبانی کی جاتی ہو۔ اگر ایسے لوگ فرماں بردار ہر عصر میں موجود نہ ہوتے۔ تو تمام روئے زمین اور اہالیان زمین بالکل تباہ برباد ہو جاتے۔ جب درمیان ان ہر دو مقدمات کے تطبیق دی جائے۔ تو صاف صاف یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادوں سے کوئی شخص مشرک کافر نہ تھا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کا اپنے جملہ معاصرین سے افضل و ارفع ہونا ثابت ہے، اگر دیگر لوگ ملت توحید پر قائم اور خدا پرست تھے۔ تو یہ لوگ ان سب کے آباو اجداد میں سے تھے۔ پھر اگر دوسرے لوگوں کو ان سے بہتر تصوّر کیا جاوے، اور ان کو کافر مشرک قرار دیا

جاوے۔ تو پھر ان دو باتوں سے ایک کو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔

(۱) ہر ایک کافر و مشرک کو مسلم سے بہتر ماننا پڑے گا۔ یہ بات بالکل غلط اور پایۂ اعتبار سے ساقط اور اجماع کے برخلاف ہوگی، کوئی کافر و مشرک مسلمان سے بہتر نہیں ہو سکتا

(۲) دُوسرے یہ بات ناممکن و محال ہے۔ کہ ان سے دُوسرے لوگ افضل ہوں۔ تو یہ بات احادیث و اخبار صحیحہ کے برخلاف ہونے سے باطل ہے۔ بہر کیف یہ بات واجب التسلیم اور صحیح قابل قبول ہوگی۔ کہ کوئی شخص ان میں سے کافر و مشرک تصوّر نہ ہو، تاکہ وہ لوگ ہر عصر میں اپنے معاصرین سے افضل و اشرف تسلیم کئے جائیں۔

کم من عائب قولاً صحیحاً و آفتہ من الفہم السقیم

## احادیث طہارت نسبی

بیہقی اور ابو نعیم اور طبرانی وغیرہ نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ اختار خلقہ فاختار منھم بنی آدم فاختار منھم العرب ثم اختار فی من العرب فلم ازل خیاراً من خیار الا من احب العرب فبحبی احبھم و من ابغض العرب فببغضی ابغضھم ـــ

حبیب اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے مخلوقات کو پیدا کیا، تو ان سب میں سے بنی آدم کو پسند کیا پھر بہتر آدم کی تمام اولاد سے اہل عرب کو منتخب کیا۔ پھر مجھے اہل عرب کو سے برگزیدہ اور پسند کیا۔ میں ہمیشہ ہر عصر میں ہر انتخاب میں سب سے بہترین گروہ میں نامزد ہوتا رہا ہوں، خبردار جو شخص اہل عرب سے محبّت و دوستی اختیار کرے۔ میری محبّت کی وجہ سے ان سے محبّت و پیار رکھے، اور جو شخص ان سے بغض و عداوت کو اختیار کرے۔ وہ بھی میری عداوت کی وجہ سے ان کو دشمن تصوّر کرے۔

(۲) بیہقی اور ابن عساکر نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرھما فاخرجت بین ابوی فلم یصبنی شیٔ من ولادۃ الجاھلیۃ خرجت من نکاح ولم

اخرج من سفلح من لدن آدم حتی انتہیت الیٰ ابی و امی و انا خیرکم نفساً و خیرکم اٰبا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ نہیں جدا کیا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دو گروہوں میں مگر مجھے اللہ تعالےٰ نے ان سے بہترین جماعت میں مقرر کیا ہے۔ میں اپنے والدین سے تولد پذیر ہوا ہوں، مجھے رسوم جاہلیت سے کوئی چیز نہیں پہونچی میں ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوتا رہا ہوں، نہ سفاح سے۔ زمانہ مہتر آدم سے لے کر اپنے والدین گرامی تک میں سب لوگوں سے شرافت ذاتی اور وجاہت، جلالت خاندانی کے لحاظ سے بزرگ ترین خلائق سے ہوں۔

محمد عربی کہ آبرو ہر دو سراست　　　کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

(۳) ترمذی نے سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر فرقتھم ثم تخیر القبائل فجعلنی فی خیر القبیلتھم ثم تخیر البیوت فجعلنی فی خیر بیوتھم فانا خیرھم نفساً و خیرھم بیتاً۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا۔ مجھ کو ان نے بہترین جماعت میں شامل رکھا۔ پھر جب ان کے قبائل مقرر کئے۔ مجھے ان سب سے بہترین قبیلہ میں مقرر کیا، پھر جب ان کے گھرانے مقرر کئے۔ مجھے اُن سب سے اعلیٰ خاندان میں مبعوث کیا۔ میں تمام لوگوں سے از روئے ذات عالی اور شرافت خاندانی کے افضل و بلند پایہ ہوں۔

کم اب علا بابن ذی شرف　　　کما علت برسول اللہ عدنان

بیہقی طبرانی ابونعیم نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مخلوقات کو دو حصوں پہ تقسیم کیا۔ مجھے ہر دو گروہ سے بہترین جماعت میں مقرر کیا۔ یہ خدا کا فرمودہ ہے دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے فرمایا میں اصحاب الیمین سے ہوں۔ مگر رتبہ میں ان سب کا سرتاج ہوں۔ پھر جب ان کو جماعتوں میں تقسیم کیا، گروہ سابقین و مقتصدین ظالمین میں بنایا میں سابقین کی جماعت سے ہوں۔ بلکہ رتبہ میں ان سب سے افضل ہوں، پھر جب

ان کے قبائل مقرر کئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ پھر ہم نے تمہارے لئے شعب وقبائل مقرر کئے۔ تاکہ تم ایک دوسرے سے شناخت کئے جاؤ پھر ان کو خاندانوں پر تقسیم کیا مجھے تمام لوگوں سے اعلیٰ واشرف خاندان میں پیدا کیا۔

قال اللہ تعالیٰ۔ یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً (احزاب ۲۳) چاہتا ہے اللہ تعالیٰ تاکہ دُور کرے تم سے پلیدی گناہ کی اے گھر والو۔ اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔

سیّد الکونین ہادی السُبل ۔۔۔ خاتم پیغامبران خیر الرُسل

سیّد و سرور محمد نور جاں ۔۔۔ مہتر و بہتر شفیع مجرماں

مہترین و بہترین انبیاء ۔۔۔ رحمت عالم محبوب خدا

اللھم عظم شانہٗ وبیّن بُرھانہٗ وتقبل شفاعتہ فی امتہٖ واحشرنا فی زُمرتہٖ وارزقنا محبتہٗ وصحبتہٗ آلہ واصحابہٖ وامتنا علیٰ سُنّتہٖ واحشرنا فی زُمرتہٖ واسقنا من حوضہٖ مشربا سائغاً ھنیاً لانظماء بعدہٗ ابداً صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ٥

○

# فصل ثانی

## در بیان احیاء ابوین شریفین نبی صلعم کے بیان میں

رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیباً حزیناً فاقام بہا ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسروراً قال سألت ربی فاحیالی اُمّی فامنت بی ثم ردھا۔

امام طبرانی نے معجم اوسط میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموقع حج الوداع کے حجون قبرستان مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتکریماً میں نزول فرمایا۔ درانحالیکہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے حد غمگین وحزین تھے، آپ نے کچھ عرصہ تک وہاں اقامت اختیار کی جس قدر خداوند کریم کو منظور تھی۔ پھر جناب رسالت مآب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہایت خوش وخرم میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا۔ اے عائشہ رض میں نے اپنے پاک پروردگار سے سوال کیا۔ اس نے اپنے فضل وکرم سے میری والدہ ماجدہ کو زندہ کردیا، اس نے میری نبوت ورسالت کی دعوت کو صدق دل سے تسلیم کرلیا۔ پھر فوت ہوگئیں۔ مواہب لدنیہ صـ۳۳ ماثبت بالسنۃ صـ۳۷ التعظیم والمنۃ سیوطی

علامہ زماں امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ اس حدیث شریف کو علامہ دوراں امام قرطبی اور طبری اور ملا جلال الدین سیوطی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے امام حافظ الحدیث عمر بن محمد بن عثمان البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عن والدیہا سے روایت کی ہے۔ قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بی علی عقبۃ الحجون وھو باکٍ حزیناً مغتم فبکیت ببکاۂ بطأ ثم انہ نزل فقال یاحمیرا استمسکی فاستندت الی جنب البعیر فمکث ملیاً ثم عاد الی وھو فرح متبسم فقال ذھبت الی قبر اُمّی فسألت ربی ان یحیہا فاحیاھا فامنت بی۔ زرقانی مصری صـ۱۶۶ ج۱ ازاد اللبیب صـ۲۳۷ قلمی مواہب لدنیہ صـ۳۳ ج۱ مصری۔ اثبت بالسنۃ۔ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

میرے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کا کیا۔ جب آپ نے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً کے گورستان پر گذر کیا۔ اس وقت حضور پُر نور تاجدار مدنی فداہ ابی و امی گریہ وزاری اور غمناکی حالت میں مبتلا تھے۔ میں خود جناب کی گریہ وزاری کو دیکھ کر رو پڑی۔ حضور اپنی سواری سے نیچے اُترے فرمایا اے عائشہ سواری کی باگ روک لے۔ میں اپنی ناقہ کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ آپ وہاں کچھ مدت ٹھہر کر واپس تشریف آور ہوئے۔ آپ بے حد خوش وخرم اور ہنس رہے تھے۔ فرمایا۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی پر گیا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں سوال کیا۔ بارخدایا۔ میری والدہ گرامی کو از سرِ نو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سے ان کو زندہ کر دیا۔ اور اس نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔

زاد اللبیب ص۲۳۷ میں ہے قد جزم بعض العلماء بان ابویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناجیان لیس فی النار۔ بعض علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے۔ کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی ناجی ہیں۔ اور نارِ جہنم میں نہیں ہیں۔

تفسیر رُوح البیان ص۱۴۷ جلد اوّل مطبوعہ دیوبند بحوالہ تذکرہ امام قرطبی روایۃ کی ہے۔ ان عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتٰنا نزل فقال یا حمیرا (ای عائشۃ) استمسکی (ای زمام الناقۃ) فاستندت الی جنب البعیر فمکث عنی طویلا ثم عاد الیّ وھو فرح متبسم قلت فداک ایا رسول اللہ فقال ذھبت الی قبر امی امنۃ فسألت اللہ ان یحییہا فاحیاھا فامنت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن والدیہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ پھر حضور پُر نور صلعم نے حجون قبرستان مکہ معظمہ پر نزول فرمایا کہا اے عائشہ تو مہار کو روک لے۔ میں اپنی سواری کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ حضورؐ نے کچھ مدت تک وہاں قیام کیا۔ پھر نہایت خوش وخرم واپس تشریف لائے اور خوشی کی وجہ سے ہنس رہے تھے، میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ اس خوشی کا کیا سبب ہے۔ فرمایا۔ اے عائشہ میں اپنی والدہ ماجدہ

سیدہ آمنہ خاتون کی قبر شریف پر گیا تھا۔ اور میں نے رب العزت سے سوال کیا کہ بار خدایا میری والدہ محترمہ کو زندہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو زندہ کر دیا، تو آپ نے میری نبوت و رسالت کو تسلیم کر لیا۔ پھر فوت ہو گئیں۔

نشر العالمین للسیوطی حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے کتاب السابق واللاحق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے :-

قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ حجۃ الوداع فمرّ بی علیٰ عقبۃ الحجون وھو باک حزیناً فبکیت ببکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم نزل فقال یا حمیرا استمسکی فاستندت الیٰ جنب البعیر فمکث عنی طویلا ثم انہٗ عاد الی وھو فرح متبسم فقلت لہٗ بابی و امّی یا رسول اللہ نزلت من عندی انت باک حزینا فبکیت ببکاءک ثم عدت الی و انت متبسم فماذا یا رسول اللہ قال ذھبت الی قبر اُمّی فسالت اللہ ان یحیہا فاحیاھا فامنت بی ثم ردّھا۔

زرقانی شرح مواہب لدنیہ ۱۶۶ مصری جلد اول ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ حج حجۃ الوداع ادا کیا۔ جب گورستان مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً پر گزر کیا آپ بے حد غمناک اور گریہ زاری میں مبتلا تھے۔ مجھے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت گریہ زاری کو دیکھ کر رونا آ گیا، آپ اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے فرمایا اے عائشہ صدیقہ اپنے اونٹ کی مہار روک لے میں اونٹ کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی، آپ نے عرصہ دراز تک وہاں قیام کیا جب واپس لوٹے۔ تو حضور پُرنور نہایت خوش و خرم اور متبسم تھے۔ میں نے استفسار کیا، یا رسول اللہ والدین گرامی حضور پُرنور پر قربان و نثار ہوں، آپ میرے پاس سے غمناکی کی حالت میں تشریف لے گئے تھے۔ میں آپ کی غمگینی سے متاثر ہو کر رونے لگی، اس خوشی کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی کی زیارت کرنے گیا تھا۔ میں نے باری تعالیٰ سے سوال کیا، بار خدایا، اسکو زندہ کر دے۔ وہ خدا کی قدرت کاملہ سے زندہ ہو گئیں وہ مجھ پر ایمان لا کر دوبارہ فوت ہو گئیں

علامہ زماں مجدد دوراں حضرت ملا جلال الدین سیوطی نور اللہ مرقدہٗ الدرج المنیفہ بعد ذکر حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رقم طراز ہیں۔ روایت کیا اس حدیث شریف کو خطیب بغدادی نے کتاب السابق واللاحق میں اور محدث دارقطنی اور ابن عساکر نے غرائب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں اور امام محدث ابو حفص بن شاہین نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور محب طبری نے سیرت نبوی میں علامہ زماں امام سہیلی نے روض الانف میں اور امام قرطبی نے تذکرہ میں اور ابن منیر اور فتح الدین الدمشقی نے اور دوسرے اہل علم حضرات نے مانند صلاح الدین صفدی اور حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنے ابیات میں ذکر کیا ہے۔ وجعلوه ناسخا لما خالفه من الاحادیث متاخره ولم یبالوا الضعفه لان الحدیث الضعیف یعمل فی الفضائل والمناقب۔ اور اس حدیث شریف کی دوسری تمام مخالف حدیثوں کے لیے ناسخ قرار دیا ہے، اور اس بارہ میں ضعف اسناد کی کچھ پرواہ نہیں کی، کیونکہ جمہور علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک فضائل اور مناقب میں ضعیف احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ کما فی اصول الحدیث

ہر آنکس کہ از دو بحدیث وقرآں نرہی　　　آنست جوابش کہ جوابش ندہی

تفسیر روح البیان ج ۴ میں علامہ زمان شیخ مولانا اسمٰعیل صاحب حقی مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکی بکاء شدیدا عند قبر امه وغرس شجرة یابسة قال ان اخضرت فهو علامة لامکان ایمانهما فاخضرت ثم خرجا من قبرهما ببرکة دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسلما وارتحلا۔ مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر گرامی پہ بے حد گریہ زاری کی۔ اور ایک خشک درخت لے کر والدہ ماجدہ کی قبر کے نزدیک زمین میں گاڑ دیا اور اپنے قلب گرامی میں گمان کیا۔ اگر یہ درخت قدرت ربانی سے سرسبز و شاداب ہوگیا۔ تو یہ میرے والدین شریفین کے قبول اسلام کی علامت ہوگی، پھر وہ درخت خدا کی قدرت سے فوراً ہرا بھرا ہوگیا۔ اور حضور پر نور کے والدین گرامی حضور پر نور کی دعا سے زندہ ہوگئے۔ اور دعوت اسلام حقانی کی قبول کرنے کے بعد وفات پاگئے۔

وَاللہ یختص برحمتہ من یشآء وَاللہ ذو الفضل العظیم۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

یفعل اللہ مایشاء را خواندہ | پس چرا اندر تحیر ماندہ
آنکہ علائے شیخ نے چوں ہر دعا ست | نائب ست او دست او دست خداست
گفتہ او گفتہ اللہ بود | گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ روض الانف میں بعد احیاء ابوین شریفین کے تحریر فرماتے ہیں۔ وَاللہ قادر علی کل شیٔ لیس رحمتہ وقدرتہ تعجز من شیٔ ونبیہا صلی اللہ علیہ وسلم اھل بما یختص بما شاء اللہ من فضلہ وتنعم علیہ من نعمۃ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی رحمت عامہ اور قدرت کاملہ کسی چیز کی محتاج نہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی اس بات کی مستحق ہے۔ کہ پروردگار عالمیان کی ذات گرامی اپنی خصوصی نعمتوں سے جو نعمت چاہے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ من الصلوۃ افضلہا ومن التحیۃ اکملہا عطا کرے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہر ایک شئی کا خود مختار مالک ہے۔ جو چاہے کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم | توخواہ از سخنم پند گیری خواہ ملال

سوال۔ بعضے گفتہ اند۔ کہ ایں حدیث صحیح نیست زیراکہ ابن جوزی اورا در موضوعات ذکر کردہ کہ در سندوے احمد بن داؤد است ووے متروک الحدیث وکذاب است۔ ابن حبان گفتہ کہ وضع میکرد حدیث را۔ بعض علماء کرام نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث شریف صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں احمد بن داؤد ہے۔ جو متروک الحدیث ہے اور کاذب۔ ابن حبان نے کہا ہے۔ کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔
جواب میں علامہ زماں سید احمد حموی شارح اشباہ والنظائر ۹۵۳ھ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں:۔

فان قلت الیس الحدیث الذی ورد فی احیاھما موضوعاً قلت وغمہ بعض النّاس الاان الصواب انہ ضعیف ولقد قال الحافظ ناصر الدین الدمشقی حیث قال فیہ

حبا اللہ النبی مزید فضل | علی فضل فکان بہ رؤفا
فاحیا اُمّہ وکذا اباہ | لایمان بہ فضلا لطیفا
فسلّم فالالٰہ بہ قدیراً | وان کان الحدیث بہ ضعیفاً

اگر تو یہ بات کہے۔ کہ حدیث احیاء ابوین شریفین کی موضوع ہے۔ سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں۔ یہ صرف بعض بے شعور اور نافہم لوگوں کا اپنا وہم و گمان ہے۔ کیونکہ قابل قبول و اقرب الی الصواب یہ بات ہو گی، کہ یہ حدیث ضعیف ہو گی ہر گز موضوع نہیں، دیکھو حافظ امام ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کا حضور پرنور کی ذاتِ گرامی سے محبت و پیار کرنا آپکی فضیلت اور نہایت بزرگی کی روشن دلیل ہے اللہ تعالیٰ اجل جلالہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات گرامی پر بے حد مہربان ہے۔ اس نے تاجدار مدنی کے والدین گرامی کو حصول دولت ایمان و ایقان کے لیے از سرِ نو دوبارہ زندہ کیا۔ یہ بڑی بھاری بزرگی کی نشانی ہے۔ تو اس بات کو (یعنی احیاء ابوین اور قبول اسلام کو) صدق دل سے مان لے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے اگرچہ اس بارہ میں حدیث ضعیف مروی ہے۔ یہ ابیات نص قوی ہے۔ کہ حدیث شریف ضعیف ہو گی۔ ہر گز موضوع نہیں، اب حدیث ضعیف حجت اور قابل استدلال تصور ہو گی۔

(۲) محدث دوراں محقق زماں مجدد مائۃ عاشرۃ حادی جمیع اصول و فروع جامع معقول و منقول حضرت ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ در مقالہ سنہ ۹۰۰ھ تحریر فرماتے ہیں۔ وکان ممانسب من المعجزات والخصائص الیہ احیاھا حتی آمنا بہ ابویہ ومازال اھل العلم والحدیث فی القدیم والحدیث یرودون ھذا الخبر ویسرون بہ وینشرونہ ویجعلونہ فی عداد الخصائص والمعجزات ویدخلونہ فی المناقب والکرامات ویرون ان ضعف الاسناد فی ھذا المقام مغفور ایر وما ضعف فی الفضائل والمناقب معتبر اور جو چیز معجزات اور خصائص سے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ ان میں سے احیاء ابوین شریفین اور ان کے قبول اسلام کا واقعہ ہے۔ ہمیشہ اہل علم حضرات اور محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین گروہ بیچ زمان گذشتہ اور عہد حاضرہ کے اس حدیث شریف کی روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اس بات کے اظہار سے خوش ہوتے ہیں۔ اور عوام الناس کے درمیان اس کی تشہیر کرتے ہیں۔ اور ہر گز اس کو مخفی نہیں کرتے۔ اور اس بات کو آں حضرت صلعم کے خصائص اور معجزات سے شمار کرتے ہیں۔ اور آپ کے مناقب اور فضائل میں درج

کرتے ہیں۔ اور یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ اس بارہ میں سند کا ضعیف ہونا معاف ہے۔ کیونکہ فضائل اور خصائص نبوی میں ضعیف حدیثوں سے احتجاج کرنا جمہور اہل حدیث کے نزدیک معتبر اور قابل اعتماد ہے:

(۳) شیخ الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی جلد اول ص۷۱۸ پر رقم طراز ہیں:-

حدیث احیاء والدین اگرچہ در قد خود ضعیف است ولیکن تصحیح و تحسین کردہ اند بتعدد طرق۔ یعنی حدیث شریف احیاء ابوین شریفین کی اگرچہ بلحاظ اسناد ضعیف ہے۔ لیکن علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو بواسطہ تعدد طرق حدیث کے صحیح اور حسن تصور کیا ہے۔

جواب ۴۔ زاد اللبیب ص۲۳۶ میں ہے وحدیث الاحیاء انکان فی حد ذاتہ ضعیفاً لکنہ صححہ بعضھم لبلوغہ درجۃ الصحۃ و متعدد طرقہ وھذا العلم کان مستوراً من المتقدمین فکشفہ علی المتاخرین واللہ یختص برحمتہ من یشآء۔

حدیث احیاء ابوین شریفین اگرچہ سنداً ضعیف درجہ کی ہے۔ لیکن علماء نے اس کو صحیح تصور کیا ہے۔ بوجہ پہونچے درجہ صحت تک اور بواسطہ تعدد طرق حدیث کے۔ گویا یہ علم متقدمین پر پوشیدہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علمائے متاخرین پر اس راز مخفی کو کھول دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ اپنے فضل سے مخصوص کرتا ہے۔

رد المختار شرح در مختار مصری ص۲۹۸ میں علامۂ زماں فقیہ دوراں مولانا ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: الاتری ان نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی آمنابہ کما فی الحدیث صححہ القرطبی وابن ناصر الدین دمشقی فانتفعا بالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدۃ اکراماً لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وصح ان اللہ تعالیٰ رد علیہ الشمس بعد مغیبہا حتی صلی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ العصر فکما اکرم بعود الشمس والوقت بعد وفاتہ فکذالک اکرم بعود الحیات والوقت الایمان بعد وفاتہ کیا تو اس بات کو نہیں جانتا۔ کہ رسول کریم و بالمومنین رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ کرامت عطا کی ہے۔ کہ آپ کے والدین گرامی کو دوبارہ زندہ کیا، اور وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، صحیح تسلیم کیا اس کو امام قرطبی اور ابن ناصر الدین دمشقی نے
پس ان کا مرنے کے بعد دولت ایمان سے مشرف اور فائدہ مند ہونا بہ خلاف قواعد شرعی
کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور کرامت کی نہایت زبردست دلیل
ہے۔ اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پُرنور کی دُعا سے بمقام خیبر خورشید
عالمتاب کو بعد غروب ہونے کے الٹا پھیرا تھا یہاں تک کہ سیدنا و مرشدنا حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے اپنی نماز عصر ادا کی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اعادہ خورشید و تجدید وقت نماز
سے بعد قضا ہونے نماز عصر کے ادائیگی نماز کی کرامت عطا کی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
نے حضور پُرنور کے ابوین شریفین کو زندہ کرنے اور قبول ایمان کی کرامت عطا کی ہے۔
بعد فوتیدگی وقت قبول ایمان کے الہم عظم شانہٗ و بین برہانہٗ فقیہ اعظم اب محقق شامی
کی تحریر سے صاف عیاں ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین گرامی
کا ان کی وفات شریف کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل حق بات ہے۔ جو حدیث
صحیح سے ثابت ہے۔ یہ فضیلت اور کرامت حضور پُرنور کے سوا کسی دیگر مامور من اللہ کو
نصیب نہیں ہوئی۔ کہ بہ خلاف قواعد شرعی کے کسی کے والدین گرامی کو بعد از وفات زندہ
کر کے دولت ایمان سے مشرف کیا ہو۔ فقط یہ منصب جلیلہ اور فضیلت عظمیٰ محض ہمارے
آقائے نامدار سید عالی وقار حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ایں سعادت بزور بازو نیست        تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲) احیاء ابوین شریفین کی حدیث عند العلماء بالکل صحیح قابل قبول ہے جس کی تصدیق و تصحیح
جلیل القدر امام قرطبی اور ابن ناصر الدین دمشقی محدث نے کی ہے۔

(۳) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مروی ہے۔ کہ جب سیدنا و مولانا امیر المومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر بمقام خیبر قضا ہو گئی تھی۔ پھر حضور پُرنور شفیع یوم النشور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے بعد از غروب آفتاب دوبارہ طلوع پذیر ہوا تھا۔ حضرت شیر خدا
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز عصر ادا کی تھی اگر وقتی طور پر نماز ادا صحیح نہ ہوتی۔ تو اعادہ آفتاب

کی کیا حاجت تھی۔ عود خورشید سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آپ کی نماز بالکل وقتی طور پر صحیح ادا ہوئی ورنہ بصورت عدم قبول کے آپ قضاء کر سکتے تھے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں اپنی نماز فجر قضا کی تھی جب ردالشمس بالکل حق بات ہے تو پھر اس لحاظ سے ابوین شریفین کا بعد از وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل صحیح اور قابل قبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال۔ بعض علمائے کرام نے کہا ہے۔ من مات کافراً لاینفعہ الایمان بعد الرجعۃ بل لو آمن عند المعاینۃ لم ینفعہ فکیف بعد الاعادۃ۔ جو شخص کفر کی حالت میں فوت ہوگیا۔ پھر اسکو عود الی الدنیا اور ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی شخص نزدیک معائنہ کرنے عذاب اخروی کے ایمان قبول کرے۔ جس کو ایمان یاس کہتے ہیں۔ کچھ فائدہ نہیں کرتا۔ تو پھر بعد حیات ثانی کے کیونکہ قبول اور فائدہ مند ہوگا۔

الجواب۔ مواہب لدنیہ ص۳۳ مصری ج اول زرقانی جلد اول مصری ص اقولہ من مات کافراً الخ کلام مردود بما روی فی الخبر ان اللہ تعالیٰ رد الشمس علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد مغیبہا ذکرہ الطحاوی وقال انہ حدیث ثابت فلو لا لم یکن رجوع الشمس نافعاً وانہ لا یتجدد بہ الوقت لما ردھا علیہ فکذا یکون احیاء ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نافعاً لایمانہما وتصدیقہما بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے قول قائل کہ من مات لم ینفعہ الایمان کلام مردود ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں مروی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چھپ جانے کے بعد سورج کو الٹا پھیرا تھا۔ روایت کیا اس کو امام طحاوی نے معانی الآثار میں اور کہا یہ حدیث شریف بالکل قابل اعتماد ہے اگر اعادہ آفتاب سے تجدید وقت نماز عصر کا صحیح نہ تھا، تو پھر اعادہ آفتاب کی دعا کرنا عبث اور اعادہ آفتاب کی کیا حاجت تھی۔ آپ نماز قضا پڑھ سکتے تھے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کا زندہ ہونا اور ایمان لانا صحیح تصور ہوگا جو حضور پُرنور پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق نبوت و رسالت کے لیے فائدہ مند ہوگا

گوینده را چه غم گر نصیحت قبول نیست ؛ گر نامه رد کند گناه رسول نیست

مدارج النبوۃ ص۲۵۲ جلد ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:—
گفت کاتب الحروف رضی اللہ عنہ کہ قول ایں قائل کہ نماز عصر بغروب آفتاب قضا گشت و رجوع شمس اورا ادا نمے گرداند۔ محل نظر است۔ زیرا کہ قضا بہ تقدیرے کرد کہ آفتاب باقی ماند بہ غیبوبت فوت وقت اما اگر وقت نیز عائد گردد چرا روا نشود معنی ادا انیست مگر وقوع نماز در وقت اگرچہ باعادۂ وقت باشد۔ میں کہتا ہوں، کہ معترض کا قول جبکہ نماز عصر غروب آفتاب کے ساتھ قضا ہو گئی ہے۔ پھر اعادۂ آفتاب سے کیونکر ادا ہو گی۔ یہ بات قابل غور ہے۔ اس لئے کہ آپ نے اس صورت میں نماز قضا کی جبکہ آفتاب طلوع پذیر تھا۔ بعد غروب ہونے اور فوت وقت نماز کے۔ جب اعادہ آفتاب کے خود وقت نماز بھی عود کر آئے تو پھر نماز کیونکر ادا نہ ہو گی۔ اس سے مراد ادائیگی نماز کی ہے۔ بیچ وقت نماز کے۔

نشر العالمین ص۳۱ مجدد زماں حضرت ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قلت استدلالاً علی تجدد الوقت لقصہ رجوع الشمس فی غایۃ الحسن ولھذا حکم یکون الصلوٰۃ اداءً والا لم یکن برجوعھا فائدۃ اذ کان یصح قضاء العصر بعد الغروب میں کہتا ہوں۔ کہ استدلال کرنا اوپر تجدید وقت نماز عصر کے ساتھ حدیث رد الشمس کے نہایت درجہ احسن ہے۔ بنا بریں اوپر صحیح ہونے ادائیگی نماز عصر کے حکم کیا گیا ہے۔ اوپر وقت مقررہ کے۔ ورنہ سورج کے پلٹنے کا کچھ فائدہ نہ تھا اس صورت میں نماز عصر کی قضاء بعد غروب آفتاب کے بالکل صحیح ہوتی۔ فائدہ۔ میں کہتا ہوں۔ اب کوئی اشکال نہ رہا جب اعادۂ آفتاب سے نماز عصر کا وقت عود کر آیا۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی نماز وقتی طور پر ادا ہو گئی۔ علماء کرام نے اس بات کو بالکل صحیح تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا اسی طرح اگر ابوین شریفین کے زندہ ہونے کے بعد ان کے قبول ایمان کا وقت عود کر آئے تو یہ بات بالکل قرین قیاس تصور ہو گی۔ کیونکہ جب وقت قبول دعوت کا صحیح ہو گیا، پھر ان کا قبول اسلام بھی بالکل صحیح ہو گیا۔ رواہ طحاوی عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ ورأسہ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت یا علی فقال لا فقال اللھم کان فی طاعتک وطاعت رسولک فاردد علیہ الشمس قالت الاسماء فرأیتھا غربت ثم طلعت ووقعت علی الجبال والارض ذالک بالصہبا فی خیبر۔

امام طحاویؒ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود مبارک میں تھا۔ جبکہ حضور پُرنور پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا نہ کی تھی۔ اور سورج غروب ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ اے علی۔ کیا تو نے نماز عصر ادا کی ہے۔ کہا نہیں، فرمایا اے اللہ تعالیٰ۔ بے شک علی تیری فرمانبرداری اور تیرے رسول کریم کی تابعداری میں مشغول تھا اور اس کی نماز فوت ہو گئی ہے۔ بار خدایا۔ تو اس کے لیے سورج کو الٹا پھیر دیجئے اسماء رضؓ نے کہا میں نے اپنی آنکھوں سے سورج کو غروب ہوتے دیکھا۔ اور پھر اُسے دوبارہ طلوع ہوتے دیکھا، اسکی دھوپ کی شعاعیں پہاڑوں اور زمین پر پڑیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر اداء کی۔ یہ واقعہ بموقعہ جنگ خیبر کے بمقام صہباء رُونما ہوا تھا۔

امام طحاوی نے دو طریقوں سے اس کی روایت کی ہے:۔

قال ھذان حدیثان ثابتان ورواتھما ثقات۔ کہا یہ دونوں حدیثیں بالکل صحیح الاسناد ہیں۔ ان کے راوی بالکل ثقہ ہیں۔ مواہب لدنیہ صفحہ ۳۵۸ ج ا سقانی نسیم صفحہ ۲۴ جلد اول مصری

خاقانی گوید:۔

| | |
|---|---|
| الذی رُدّت علیہ الشمس والشق القمر | کان اُمیّا ولکن عندہ ام الکتاب |
| الذی فی کفہ الکفار لما سائوا | کلم الحصیٰ وقالوا انہ شیئی عجاب |

سوال۔ ردّ الشمس کی حدیث قابل اعتبار نہیں، کیونکہ اس کو علامہ ابن جوزی اور بعض دیگر علماء نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

الجواب۔ یہ بعض لوگوں کا اپنا وہم وگمان ہے۔ مگر حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے۔

شیخ الاسلام محدث دوراں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق صفحہ ۷۶ محرقہ مصری پر رقم طراز ہے۔ حدیث ردھا صحیحہ الطحاوی والقاضی فی الشفاء وحسنہ

شیخ الاسلام ابوزرعہ رازی وتبعہ غیرہ ردوا علی جمع قالوا انہ موضوع وزعم فوات
الوقت بغروبہا فلا فائدۃ فی محل المنع بل نقول کما ان ردھا خصوصیۃ کذالک ادراک العصر
اداء خصوصیۃ وکرامۃ علی کرم اللہ وجہہ لیکن ردالشمس کی حدیث شریف صحیح کیا اس کو امام طحاوی
نے معانی الآثار میں اور امام قاضی عیاض مالکی نے شرح شفا شریف کے اور شیخ الاسلام ابوزرعہ
رازی نے اور اس کے تابع داروں کی جماعت نے کہا کہ یہ حدیث درجہ احسن ہے، اور ان لوگوں
کے قول کی پرزور الفاظ میں تردید کی۔ جو اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ اور کہا کہ ان لوگوں
نے غروب آفتاب سے نماز عصر کا وقت فوت ہوجانے کا خوف کیا ہے۔ تو پھر محل ممانعت
میں سورج کا پلٹنا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ بلکہ ہم کہتے ہیں (یعنی شیخ ابن حجر مکیؒ) جس طرح سورج کا
پلٹنا معجزہ اور خصائص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ بعینہٖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے نماز
عصر کا وقت عود کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کرامت ہے۔ پھر اس بات کی تائید میں سبط
ابن جوزی رحمۃ علیہ سے ایک حکایت نقل کی ہے۔ ابن جوزیؒ کی اولاد سے بعض ثقہ لوگوں نے
ذکر کیا ہے۔ کہ میرے سامنے علمائے عراق کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ کہ ہم نے واعظ الاسلام
اردشیر قبادی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک بار کسی مجلس میں اہل بیت نبوت کے فضائل ومناقب
میں ردالشمس کو بیان فرما رہے تھے۔ اچانک فضائے آسمانی پر ابر سیاہ کی تاریکی چھا گئی، اور
اس نے آفتاب عالمتاب کو اپنے دامن ظلمت میں چھپا لیا۔ لوگوں نے غروب آفتاب کا وہم و
گمان کیا۔ اس وقت حاضرین محفل کی پریشانی کو ملاحظہ کرنے کے بعد ابو المنصور واعظ منبر پر
کھڑے ہوئے اور سورج کی طرف متوجہ ہو کر مندرجہ ذیل ابیات پڑھے۔ ﷲ درمن قال

لا تغربی الشمس حتی ینتہی — مدحی لآل مصطفی ولنجلہ

اشمس عنانک ان اردت ثناءھم — انسیت اذ کان الوقوف لاجلہ

وان کان للمولی فلیکن وقوفک فلیکن — ھذا الوقوف لخیلہ ورجلہ

فوراً بادل پھٹ گیا اور سورج نکل آیا۔ مواہب لدنیہ ص۳۵۸ مصری جلد اول بعد ذکر حدیث
ردالشمس کے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قد صححہ الطحاوی والقاضی العیاض
اخرج ابن مندہ وابن شاہین من حدیث اسماء بنت عمیس وابن مردویہ من حدیث

ابی هریرة رضی الله عنه وعزاه الطبرانی فی معجمه الکبیر باسناد حسن کما حکاه الشیخ الاسلام ابن العراقی فی شرح التقریب- لیکن رد الشمس کی حدیث شریف صحیح کیا اس کو امام طحاوی نے اور قاضی عیاض مالکی نے اور روایۃ کیا اس کو ابن منده اور ابن شاهین نے اسماء بنت عمیس سے اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرة رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں ساتھ سند حسن کے روایۃ کیا ہے۔ ذکر کیا اس کو شیخ الاسلام ابن العراقی نے بیچ شرح تقریب کے۔

امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اوّل ص۱۲۴ میں فرماتے ہیں:-

قد رد المغلطائیؒ والحافظ ابن حجر مکی والقطب الجیضری والسیوطی وغیرهم علی ابن الجوزی وقالوا انما اخطاءه اور ابن جوزی کے قول کی تردید کی ہے۔ علامہ مغلطائی اور ابن حجر مکی اور قطب جیضری اور سلاجلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہم محدثین کرام نے اجلہ علمائے حدیث سے۔ اور کہا ہے۔ کہ ابن الجوزی نے رد الشمس کو موضوعات میں شمار کرنے سے سخت غلطی کی ہے۔

مدارج النبوة جلد ثانی ص۲۵۳ پر شیخ المحدث عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ گفت کاتب الحروف عفا اللہ عنہ کے قول ایں قایل کہ نماز عصر بغروب آفتاب قضاء گشت در رجوع شمس رد انمے گرداند۔ او رمحل نظر ست۔ زیرا کہ قضا بر تعیہ کرد۔ کہ آفتاب باقی ماند بر غیوبیت وفوات وقت اما اگر وقت نیز عائد گردد چرا ادا نشود- معنیٰ ادا نیست مگر وقوع نماز در وقت اگرچہ باعادہ وقت باشد۔ نیز بعد از اعتراف بجلالت قاضی وعلو خطر وے مناسب توقف است نہ کہ بطلان وانکار باوجودیکہ امام طحاوی واحمد بن صالح آنرا تصحیح کردہ اند وابن جوزی مستعجل است در وضع۔ ادعای آں قابل وثوق نیست

ان حروف کا لکھنے والا یعنی شیخ عبدالحق دہلویؒ کہتے ہیں۔ یہ بات کہنے والے کا قول کہ جب نماز عصر غروب آفتاب اور خروج اوقات سے قضا ہو گئی ہے۔ اعادہ آفتاب اس کو ادا کر نہیں سکتا۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس صورت میں نماز ادا کی جبکہ آفتاب قائم تھا۔ اور بعد غروب کے دوبارہ طلوع پذیر ہوا تھا۔ جب خود وقت نماز

ہی عود کر آئے۔ پھر نماز کیونکر ادا نہ ہوگی۔ اس کا یہ مطلب ہوگا، کہ ادائیگی نماز کی بیچ وقت نماز کے۔ خواہ اعادہ وقت نماز سے ہو۔ نیز بعبا عتراف بزرگی شان اور بلندی مقام قاضی عیاض سے ٹھہرنا مناسب وموزوں تھا، نہ کہ اس کے قول گرامی کا بطلان اور انکار باوجود اس بات کے کہ امام طحاوی اور احمد بن صالح نے اس حدیث کی تصیح کی ہے۔ ابن جوزی احادیث صحیحہ کو موضوع قرار دینے میں بہت جلد باز ہے۔ اس کا دعویٰ کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔

سوال۔ حدیث ردّ الشمس کتب صحاح میں موجود نہیں۔ اور اس کی راوی ایک عورت ہے۔ جس کے حالات کی چنداں معرفت نہیں۔ لہذا قابل حجت نہیں۔

الجواب۔ مخفی نہ رہے۔ کہ معترض کا یہ قول کہ حدیث صحاح ستہ میں موجود نہیں۔ اس واسطے قابل وثوق اور ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحاح ستہ کی تمام حدیثیں صحیح نہیں، ان میں بھی ہر قسم کی حدیثیں موجود ہیں۔ اور یہ بات اہل حضرات پہ ہرگز پوشیدہ نہیں صحاح ستہ کے سوا دوسری کتب حدیث میں بے شمار ایسی حدیثیں موجود ہیں۔ جو بالکل صحیح اور قابل احتجاج ہیں۔ جیسے کتب معتبرہ حدیث میں نماننہ طحاوی اور شفائی عیاض طبرانی اور ابن مندہ اور ابن شاہین اور احمد بن صالح مصری اور ابن حجر مکی ابو زرعہ رازی قسطلانی قرطبی مغلطائی اور قطب حیضری جلال الدین سیوطی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اہل حدیث اور فقہاء و متکلمین نے اس کی تصدیق اور تصیح اور تحسین کی ہے۔ اور ابن جوزی وغیرہ مخالفین کی پرزور تردید کی ہے۔ تو اب یہی بات بالکل صحیح و اقرب الی الصواب ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے حالات کی عدم واقفیت اور جہالت خود ان کے قول کی تردید اور تکذیب کرتی ہے۔ کیونکہ حضرت اسماء ہرگز مجہول الاحوال اور ارباب علم سے مخفی نہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو کل دنیا جانتی ہے کہ وہ کون ہے تمام اہل علم حضرات پہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ یہ نیک بخت خاتون ابتداً میں سیدنا امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی جس سے عبداللہ بن جعفر طیار پیدا ہوئے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد خلیفہ اول

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام کے حرم سرا میں داخل ہوئی اور ان کے بطن مبارک سے محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تولد پذیر ہوئے۔ پھر خلیفہ اوّل کی وفات شریف کے بعد تیسرا نکاح سیدنا و مولانا و مرشدنا امیر المومنین حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہوا اور اس نسبت کے لحاظ سے اہل بیت نبوت میں شمار ہوئیں۔ پھر ان کے بطن مبارک سے ام یحییٰ بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ ابھی آپ مجہول الاحوال ہیں

برین عقل و دانش بباید گریست

سے عند ہبوب الناشوت علی الحمیٰ     یصول قضبان البان لا الجو الصلد

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ میں فرماتے ہیں۔ ان خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل تتوالیٰ وتتابع الیٰ حین مماتہ فیکون مما فضل اللہ بہ واکرمہ قال لیس احیاء ھما و ایمانھما یمتنع عقلا ولا شرعا فقد ورد فی الکتاب العزیز احیاء قتیل بنی اسرائیل واخبارہ بقاتلہ وکان عیسیٰ علیہ السلام یحیی الموتیٰ وکذالک نبینا صلی اللہ علیہ وسلم احیاہ اللہ تعالیٰ علیٰ یدیہ جماعۃ من الموتیٰ اذا ثبت ھذا فلا یمتنع ایمانھما واحیاءھما فیکون ذالک زیادۃ فی کرامتہ وفضیلتہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص متواتر طور پہ پے در پے ہنگام وفات شریف تک جاری رہے ہیں۔ احیاء ابوین شریفین کا واقعہ خصائص نبوی میں سے شمار کیا جاویگا جس کے باعث اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور پُر نور صلعم کو یہ فضیلت اور کرامت عطا کی۔ از روئے عقل سلیم اور شریعت حقانی کے ان کا زندہ ہونا اور ایمان لانا محال نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی سورۃ بقر میں بنی اسرائیل کے مقتول کا دوبارہ زندہ ہونا اور اپنے قاتل کا پتہ دینا مذکور ہے۔ اور سیدنا مہتر عیسیٰ صلوۃ اللہ علی نبینا وعلیہ التسلیم بھی مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ بعینہٖ ہمارے آقائے نامدار تاجدار مدینہ طیبہ حبیب خدا علیہ الصلوۃ والسلام الیٰ یوم القیام کے دست مبارک پر ایک جماعت مُردگان زندہ ہوئی ہے۔ جب احیاء اموات نصوص قرآنی سے ثابت و متحقق ہے۔ تو پھر اندریں صورت ابوین شریفین کا زندہ ہونا اور ایمان لانا ناممکن و محال نہیں، بلکہ احیاء ابوین شریفین کا واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی شان اور فضیلت وکرامت کی زیادتی کا نشان ہوگا۔

حکایت - علامہ سید شریف مصری رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ دُر مد میں لکھتے ہیں - کہ ایک مولوی صاحب شب بھر مسئلہ ابوین شریفین کی روایات کی تطبیق میں غور و تدبر کرنے سے بیدار رہے - کہ کسی طرح روایات معارض میں کوئی صورت تطبیق کی پیدا ہو - شب بیداری اور کثرت دماغ سوزی سے آپ پر غنودگی کی حالت طاری ہو گئی، مولوی صاحب عالم بے ہوشی میں چراغ پر جھک پڑے کچھ حصہ جسم کا جل گیا - بوقت صبح کوئی فوجی آفیسر آپ کی دعوت ضیافت کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے - آپ نے دعوت قبول کی - جب وقت مقررہ پر مولوی صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر دعوت کھانے کے لئے روانہ ہوئے - راستہ میں ایک سبزی فروش بیٹھ کر سبزی فروخت کر رہا تھا - جب آپ اس کے قریب سے گزرنے لگے - اس نے فوراً کھڑے ہو کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی - اور مولوی صاحب کے کان میں آہستگی سے یہ اشعار پڑھے :-

آمنت ان آباء النبی و امہ ۔۔۔ احیاھما الحیّ القیوم الباری
حتی شھدلہٗ بالرسالۃ ۔۔۔ صدق ذالک الکرامۃ المختار
بہ حدیث ومن یقول بضعفہ ۔۔۔ فھو الضعیف عن حقیقۃ العار

میں اس بات پر ایمان لایا ہوں - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کو خدائی حیؔ و قیومؔ اور باری نے زندہ کیا تھا ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی شہادت دی - یہ بالکل سچی بات ہے - اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت سے ہے - اس بارہ میں حدیث شریف مروی ہے - جو اس کے ضعف کا قائل ہے - وہ ضعیف حقیقت حال سے عاری ہے علامہ زماں فقیہ دوران رئیس العلماء شیخ ابو نجیم صاحب بحر الرائق رحمۃ اللہ علیہ الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں - ومن مات علی الکفر ابیح لعنہٗ الا والدی رسول اللہ علیہ وسلم لثبوت ان اللہ تعالیٰ احیاھما حتی آمنا بہ کما فی المناقب الکروری - جو شخص کفر کی حالت میں مر گیا - اس پر لعنت کرنا مباح ہے - مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کو منع ہے بہ سبب اس بات کے ثابت ہونے کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تھا - وہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئے تھے - جیسا کہ مناقب کروری میں ہے -

علامہ زماں سید احمد حموی شارح اشباہ والنظائر ص۵۳ مندرجہ بالا عبارت کے تحت تحریر

کرتے ہیں۔ لثبوت ان اللہ تعالیٰ احیٰہما لہ فآمنا بہ خصوصیۃ لھما و محل کون الایمان لا ینفع بعد الموت فی غیر خصوصیۃ وقد صح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رُدت علیہ الشمس بعد غروبھا فعاد الوقت حتی صلی علی کرم اللہ وجہہ العصر اداءً کرامۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم فکذا

ھذا فی شرح الھمزیۃ لابن الحجر الھیثمی رحمۃ اللہ علیہ بوجہ ثابت ہونے اس بات کے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے الوین شریفین کو زندہ کیا تھا، اور وہ دونوں حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ایمان لائے۔ ان کا زندہ ہونا اور ایمان لانا خصائص نبوی سے ہے۔ اور ایمان کا بعد از وفات مقبول و مفید نہ ہونا مقام غیر مخصوص میں ہے۔ کیونکہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ حضور پُرنور صلعم کی دعاء سے آفتاب بعد از غروب دوبارہ طلوع پذیر ہُوا۔ اور نماز عصر کا وقت عود کر آیا یہاں تک کہ مولانا و مولی المسلمین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنی نماز عصر ادا کی۔ یہ آپ کی کرامت سے ہے۔ اسی طرح پر واقعہ احیاء الوین شریفین اور ان کے قبول اسلام کا ہے جیسا کہ بیچ قصیدہ ہمزیہ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے۔ شیخ سعدی گوید :۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ● در باغ لالہ روید در شورہ بوم خس

علامہ زماں امام ناصر الدین ابن المنیر المالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المقتفیٰ فی شرف المصطفےٰ میں تحریر کرتے ہیں۔ قد وقع لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم احیاء الموتی نظیر ما وقع لعیسیٰ علیہ السلام الیٰ ان قال وقد جاء فی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما منع من الاستغفار للکفار دعا اللہ تعالیٰ ان یحیی لہٗ ابویہ فاحیاھما وآمنا بہ وصدقا وماتا مومنین۔ نشر العالمین سیوطی ۵۸

بے شک ہمارے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بعض مُردوں کا زندہ ہونا وقوع پذیر ہوا ہے مانند نظیر معجزہ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام حدیث شریف میں ہے جب رسول کریم صلعم کو کفار بدکردار کیلئے آمرزش طلب کرنے سے منع کیا گیا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عجز و الحاح سے بارگاہ ربانی میں دُعا کی بارخدایا۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے والدین گرامی کو زندہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی دُعاء مبارک سے ان کو زندہ کر دیا اُنھوں نے خوش ہو کر حضور پُرنور کی نبوّت تسلیم کیا۔ پھر بحالت ایمان لانے کے فوت ہو گئے۔

رئیس المحدثین فقیہ اعظم عالم بے مثال شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور عالم تصنیف

اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص۱۸ فارسی جلد اول میں تحریر کرتے ہیں۔ اما متاخران پس اثبات کردہ اند ایمان والدین بلکہ تمام آباء و اُمّھات آں حضرت صلعم را تا مہتر آدم عم و ایشانرا در اثبات آں سہ طریقہ است۔ یا ایشاں بر دین مہتر ابراہیم علیہ السلام بودند۔ یا کہ ایشانرا دعوت نرسید و مُردہ در زماں فترت بودند۔ و پیش از نبوت مُردند۔ یا آنکہ زندہ گردانید خدای تعالیٰ ایشانرا بر دست آں حضرت صلعم و بدعاء و لے۔ پس ایمان آوردند و حدیث احیاء اگرچہ در حد خود ضعیف است۔ لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند بتعدد طُرق۔ و ایں علم گویا مستور بود بر متقدمین پس کشف کرد آنرا حق تعالیٰ بر متاخرین واللہ یختص برحمتہ من یشاء لیکن علمائے متاخرین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والدین گرامی کا ایمان لانا تسلیم کیا ہے بلکہ ان کے ہمراہ حضور پُر نُور صلعم سے لے کر تمام آباء و امہات کا سیّد البشر مہتر آدم صفی اللہ اور اُم البشر مائی حوا صاحبہ علیہ السلام تک اور اُنھوں نے دربارہ اثبات ایمان ابوین شریفین کے تین طریقے اختیار کئے ہیں۔

(۱) وُہ خود بخود اپنی عقل خداداد اور فراست صحیحہ سے دین حنیف سیّدنا مہتر ابراہیم خلیل الرحمٰن صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ التسلیم کے پابند تھے۔ (اور شرک و کفر سے مجتنب تھے)

(۲) یا ان کو کسی رسُول یا پیغمبر کی دعوت نہیں پہونچی۔ اور وُہ زمانہ فترت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بقید حیات موجود تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے عرصہ دراز پہلے فوت ہو گئے تھے۔

(۳) یا ان کو اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور صلعم کی دُعا سے زندہ کیا۔ پھر وُہ ایمان لائے۔ آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ حدیث احیاء ابوین اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حضرات علماء کرام نے تعدد طرق حدیث کو مدِّ نظر رکھ کر اس کی تصحیح و تحسین کی ہے۔ گویا یہ بات علمائے متقدمین پر مخفی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے متاخرین پر اس بات کو منکشف کر دیا۔ حق تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے۔ وُہ صاحب فضل عظیم کا ہے۔

علامہ زمان سید احمد حموی شارح اشباہ والنظائر ص۲۵۳ لکھتے ہیں:

روی ان عبد اللہ بن عبد المطلب و آمنۃ ابنۃ وھب ابوی النبیؐ صلی اللہ

علیہ وسلم اسلما واللہ تعالے احیا ھما فآمنا بہ۔

مروی ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور سیدہ آمنہ خاتون دختر وہب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی اسلام لائے ہیں خدا نے ان کو زندہ کیا پھر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

حضرت مولانا اسمٰعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان نے ابوین شریفین کے ہمراہ سیدنا حضرت ابو طالب وحضور کے جدّ اعلیٰ سیدنا عبدالمطلب کا زندہ ہونا اور ایمان لانا تحریر کیا ہے اور اس بارہ میں ایک حدیث شریف بھی نقل کی ہے فمن شاء فلیرجع الیہ

من آنچہ شرط بلاغت با تو میگویم  تو خواہ از سخنم پند گیری خواہ ملال

سوال :۔ جب عند النزع بوقت معاینہ عذاب اُخروی کے ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا بلکہ عنداللہ قرین اجابت نہیں ہوتا جس کو ایمان یاس کہتے ہیں

کما قال اللہ تعالیٰ فلم یک ینفعھم ایمانھم لمّا راوا باسنا۔

ہرگز نہ تھا کہ فائدہ دیتا ان کو ایمان لانا جب دیکھا انہوں نے عذاب ہمارا۔

جب ایمان یاس مقبول نہیں تو پھر بعد عود حیات کے کیونکر فائدہ رسانی کرے گا۔

الجواب ھو الموفق للصواب :۔ صاحب روح البیان رقمطراز ہیں

قلت الایمان عند المعاینۃ ایمان یاس فلا یقبل بخلاف الایمان بعد الاعادۃ لما ورد ان اصحاب الکھف یبعثون فی آخر الزّمان و یحجّون ویکونون من ھذہ الامتہ تشریفا لھم بذالک وورد مرفوعاً ان اصحاب الکھف اعوان المھدی فقد اعتد بما یفعلہ اصحاب الکھف بعد احیائھم من الموت۔

میں کہتا ہوں کہ نزدیک معاینہ عذاب اخروی کے ایمان لانا بیشک ایمان یاس کہلاتا ہے جو عنداللہ قبول نہیں برخلاف بعد عود حیات کے ایمان لانے کے جو مقبول ہے۔ حدیث شریف میں ہے بیشک اصحاب کہف آخر زمانہ میں زندہ کئے جاویں گے اور بیت اللہ شریف کا حج کریں گے اور اس امت مرحومہ میں

شمار کئے جاویں گے۔ ان کو یہ کرامت دی گئی ہے حدیث مرفوع میں مروی ہے کہ اصحاب کہف مہدی آخرالزمان کے مددگار ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ابوین شریفین کو بھی وہی کرامت دی ہے جو اصحاب کہف کو عطا کرے گا۔

مولوی نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ صفحہ ۳۹۶ پر لکھتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی گفتہ کہ اصحاب کہف اعوان مہدی اند، ذکرہ ابن مردویہ فی تفسیرہ سیوطی گفتہ تاخیر اصحاب کہف تا این مدت مفید اکرام ایشان است تا شرف دخول در این امت دریابند۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اصحاب کہف مہدی کے ممد و معاون ہوں گے۔ اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ سیوطیؒ نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کے احیار میں عرصہ دراز کی تاخیر کرنے کی یہ وجہ ہے تاکہ ان کو امت محمدی میں داخل ہونے کی کرامت حاصل ہو

**فائدہ** اب یہ بات ارباب علم اور صاحب دانش پر نصف النہار کیطرح روشن ہے کہ جب اصحاب کہف کا زندہ ہونا اور ایمان لانا اور اس امت مرحومہ میں داخل ہونے کی فضیلت پانا عند الشرع مقبول و ممکن بات ہے تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کا دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ یہ سب تعصب اور عناد کا باعث ہے اعاذنا اللہ منہا

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

زرقانی صفحہ ۱۷۰:۔ فلا مانع من جواز احیاء المیت وانتفاعھا بحیاتہ بعدہا خرقا للعادۃ فکذالک یکون احیاء ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تافعالا یمانھما وتصدیقھا

کوئی چیز مردہ کے زندہ ہونے اور اس حیات کے ساتھ فائدہ حاصل کرنے میں رکاوٹ ڈالنے والی نہیں بصورت خرق عادت یعنی معجزہ کے پھر اسی طرح پر ہوگا۔ واقعہ احیاء ابوین شریفین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوان کے ایمان لانے اور تصدیق نبوت و

رسالت نبوی کرتے ہیں بالضرور فایدہ رساں ہوگا۔

ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ التعظیم صہ ۱۸ پر بعد ذکر اہالیان فترت تحریر کرتے ہیں

یوخذ من ھذہ الاحادیث التی یعنی جارت فی احوال اھل الفترۃ

الرد علی ابن دحیۃ فی کلامہ السالف عند قولہ ان الایمان لا ینفع بعد الموت

فاذا کان الایمان ینفع اھل الفترۃ فی الآخرۃ التی لیست بدار تکلیف

وقد شاھد واجھنم بشھادۃ ھذہ الاحادیث فان ینفعھم

بالاحیاء فی الدنیا من باب اولیٰ۔

ان احادیث شریفہ سے جو بیچ احوال اہالیان زمانہ فترت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے مروی ہیں ابن دحیہ کے قول گزشتہ کی بہ ضرور تردید کی جاتی ہے اس

نے کہا ہے کہ مرنیکے بعد زندہ ہوکر ایمان قبول کرنا کچھ فائدہ نہیں دیتا جب ایمان

لانا اہالیان زمانہ فترت کو بیچ دار آخرت کے مفید ہوگا جو تکلیف کا گھر نہیں

درآنحالیکہ انہوں نے دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ ان حدیثوں کی گواہی

سے تو پھر اس دار دنیا میں زندہ ہوکر ایمان لانا کیونکر مقبول و مفید نہ ہوگا۔

ہر علم را کہ کار نہ بندی چہ فایدہ — چشم از برائے آن بود آخر کہ بنگری

از من بگوی آن عالم تفسیر گوئی را — گر در عمل نکوشی نادان مقصری

دعوی مکن کہ برترم از دیگران بعلم — چوں کبر کردی از ہمہ دونان فروتری

علم آدمیت ست جوانمردی و ادب — ورنہ ددی بصورت انسان مصوری

جر جلیل عالم نبیل مولانا عبد الباقی صاحب المعروف بزرقانی رحمۃ اللہ علیہ زرقانی شرح مواہب

جلد اول صہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں۔

بھا یرد علی ابن دحیہ لان الایمان اذا کان ینفع اہل الفترۃ فی الدار

الآخرۃ التی لیست دار تکلیف قد شاھد واجھنم بشھادۃ الاحادیث

فلان ینفعھم بالاحیاء من الموت من باب اولیٰ۔ فقد حصل المطلب

بدلیل الخصوصیۃ۔

ان حدیثوں سے ابن دمیہ کے قول کی تردید ہوتی ہے جو اہل فترت کے بارہ میں مروی ہے۔ جب زمانہ فترت کے رہنے والوں کا دار آخرت میں ایمان لانا فائدہ مند ہوگا جو تکلیف کا گھر نہیں۔ انہوں نے ان احادیث کی شہادت سے نارجہنم کو بچشم خود ملاحظہ کیا پھر الوین شریفین کا مکرر زندہ ہوکر ایمان لانا کیونکر مقبول نہ ہوگا کیونکہ ادلہ خصوصی سے مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب حقی مصنف روح البیان فرماتے ہیں۔

لو بعد ان یکون اللہ تعالیٰ کتب لابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمراً ثم قبضھا قبل استیفائہ فتلک اللحظۃ الباقیۃ آمنا فیھا فیحتمی بہ وتکون تلک اللحظۃ الباقیۃ بالمدۃ الفاضلۃ بینھما لو ستدرک الایمان من جملۃ ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ کچھ تعجب وحیرانگی کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کیلئے ان کی عمر کی کچھ میعاد مقرر کی ہو پھر ان کو تکمیل حیات سے کچھ عرصہ پہلے وفات دے دی ہو پھر ان کو بقایا عمر کی تکمیل کے لئے زندہ کر دیا ہو۔ اور وہ بقایا میعاد عمر ان کے قبول ایمان کے لئے کافی ہو یہ وہ کرامت اور خصوصیت ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کو مخصوص کیا ہو۔

سوال:۔ حاکم اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کی ہے

قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما الی المقابر فجلس الی قبر منھا فنا جاہ طویلا ثم بکی فقال ان القبر الذی جلست عندہ قبر امی وانی استاذنت ربی فی الدعاء فلم یاذن لی فانزل اللہ تعالیٰ علیّ قولہ تعالیٰ ما کان النبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربیٰ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان کیطرف تشریف لے گئے اور ایک قبر کے سرہانے بیٹھ گئے اور دیر تک دعا میں مشغول رہے پھر رو پڑے فرمایا میں جس قبر کے پاس بیٹھا تھا یہ میری والدہ ماجدہ کی قبر گرامی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا

کرنے کی اجازت مانگی مجھے اجازت نہیں ملی اور مجھ پر یہ آیت شریف نازل ہوئی "وہ ہرگز نہیں لائق واسطے نبی کے اور ایمان والوں کے یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہوں۔

الجواب:- تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ثانی صد ۲۷۲ میں ہے۔

انما ما وقع فی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضؓ فنزلت وما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الخ مخالف لما رواہ الثقات من ان نزولها انما کانت فی قصۃ ابوطالب کما اخرجا البخاری

لیکن جو بات عبد اللہ بن مسعود کی حدیث شریف میں ہے (کہ مجھے دعا کرنے کی اجازت نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی اور نہیں لائق واسطے نبی کے اور ایمان والوں کے یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہوں) یہ ثقات کی روایات کے بالکل مخالف ہے کیونکہ اس کا نزول بیچ قصہ وفات ابوطالب کے ہے رواہ بخاری ومسلم نہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے حق میں ہے مسلم صد ۲۹۳ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا حضور پر نور اس کے پاس تشریف لے گئے اور کفار مکہ سے مانند ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عبد اللہ بن امیہ وغیرہ پہلے وہاں موجود تھے آپ نے فرمایا چچا جی آپ کلمہ شہادت پڑھیں تاکہ میں کل بروز حشر خدا کے حضور سے اس کے ذریعہ سے تمہاری نجات طلب کروں یہ بات سن کر ابوجہل نے کہا اے ابوطالب کیا تو اپنے باپ سیدنا عبد المطلب کے دین سے منحرف ہو جائے گا ہر چند حضور پر نور نے اصرار کیا مگر ابوطالب نے انکار کیا اور وہ یہ بات کہتے ہوئے فوت ہو گئے ہیں کہ اپنے باپ عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں آپ نے کہا خدا کی قسم میں ہمیشہ تمہارے لئے جناب باری سے بخشش طلب کرتا ہوں گا جب تک مجھے روکا نہ گیا پھر یہ آیت اتری وماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین

خصائص کبریٰ سیوطی مصری صد ۸۷ ابن عساکر نے حسن بن عمارہ رض سے روایت کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ابن ابی طالب ذهبا الی قبر ابیطالب

یستغفرلہ فانزل اللہ تعالیٰ وما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی القربیٰ فاشتد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم موت ابیطالب علی الکفر فانزل اللہ تعالیٰ - انک لاتہدی من احببت یعنی ابوطالب ولکن اللہ یہدی من یشاء یعنی عباس بن عبد المطلب -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا و مولانا و مولیٰ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہ ابوطالب کی قبر پر تشریف لے گئے تاکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی - اور نہیں لائق واسطے نبی کے اور ایمان والوں کے یہ کہ بخشش مانگیں واسطے شرک کرنے والوں کے اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہوں - پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر چچا کی وفات کفر پر بیحد ناگوار محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل کی - تحقیق تو نہیں ہدایت کر سکتا جس کو جی چاہے یعنی ابوطالب کو لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو جی چاہے جو سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب سے مراد ہے -

علامہ زمان فقیہ دوران ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ رد المحتار شرح در مختار جلد ۳۹۲ باب نکاح کافر میں تحریر فرماتے ہیں -

لاینافی ایضاً ماقال الامام فی الفقہ الاکبرات والدیہ ماتا علی الکفر ولا مافی صحیح المسلم استاذنت ربی استغفرلامی فلم یاذن لی - و ما فیہ ایضاً ان رجلا قال یارسول اللہ این ابی قال فی النار فلما قفادعاہ فقال ابی ابوک فی النار لامکان ان یکون الاحیاء بعد ذالک لانہ کان فی حجتہ الوداع -

اسی طرح یہ قول منافی ایمان ابوین شریفین کا نہیں جو ہمارے امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے بیچ فقہ اکبر کے بیشک والدین گرامی نبی صلعم کے فوت ہوئے بیچ حالت کفر کے اور نہ جو صحیح مسلم میں حدیث ہے میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے اجازت مانگی کہ میں اپنی والدہ گرامی کے لئے بخشش طلب کیا کروں مجھے اجازت نہ ملی -

حدیث شریف میں ہے ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا آگ میں۔ جب واپس پھرا، پھر اسے بلایا اور کہا میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں ممکن ہے کہ ابوین شریفین کا زندہ ہونا اور قبول اسلام ان احادیث کے بعد کا ہو کیونکہ احیاء کا واقعہ بیچ زمانہ حج الوداع ۱۰ھ کے وقوع پذیر ہوا ہے۔ اس صورت میں تعارض بین الروایتین نہ رہا۔ دیکھو تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۱۴ بیان

وامّا ما روی عنہ فلم یؤذن لی فی الشفاعۃ فھو متقدم علی احیاءھما لانہ کان فی حجۃ الوداع فمن الجائز ان تکون ھذہ الدرجۃ حصلت لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ان لم تکن۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھے شفاعت طلب کرنے کی اجازت نہ ملی یہ روایت واقعہ احیاء سے پہلے کی ہے کیونکہ ان کے احیاء کا واقعہ حج الوداع میں ظہور پذیر ہوا ہے اور یہ بات بالکل ممکن الوقوع اور جائز ہے کہ یہ کرامت احیاء ابوین گرامی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان روایات مخالف کے بعد میں حاصل ہوئی ہو۔ یہی بات قابل اعتماد ہے۔

علامہ زمان سید احمد حموی شرح اشباہ والنظائر صفحہ ۴۵۳ صاحب روح البیان کے قول کی تائید کرتے ہیں۔

وذکر بعض اھل العلم فی الجمع ما حاصلہ ان من الجائز ان تکون ھذہ الاس جنۃ حصلت لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء والایمان متاخرا۔

بعض اہل علم نے بیچ تطبیق روایات کے ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ یہ کرامت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعد میں حاصل ہوئی ہو اور پہلے حاصل نہ ہو یہ کہ ابوین شریفین کا زندہ ہونا اور ایمان لانا مخالف احادیث سے بعد کا واقعہ ہو تو اس صورت کوئی تعارض باقی نہ رہا پھر ان کا احیاء ایمان صاف متحقق ہو گیا۔

حضرت ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالک الحنفاء فی الوالد المصطفٰے صفحہ ۵۶ میں تحریر کرتے ہیں

قال القرطبی رح لا تعارض بین الحدیث الاحیاء وحدیث نھی الاستغفار ان حدیث الاحیاء متاخرا عن الاستغفار لھما بدلیل حدیث عایشۃ رضی اللہ عنھا ان ذلک کان فی حجۃ الوداع ولذالک جعلہ ابن شاھین ناسخا لما ذکر من الاخبار۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ احادیث احیاء ابوین شریفین اور عن الاستغفار کے درمیان کوئی تعارض نہیں ساتھ دلیل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کیونکہ احیاء ابوین گرامی کا واقعہ بیچ زمانہ حج الوداع کے گزرا ہے۔ اسی لئے ابن شاہین محدث نے حدیث احیاء کو کتاب الناسخ والمنسوخ میں دوسری حدیثوں کے لئے ناسخ قرار دیا ہے اور یہی بات اقرب الی الصواب اور قابل اعتماد ہے۔

حافظ فتح الدین ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت میں حدیث احیاء کو حدیث نہی عن الاستغفار سے مؤخر ذکر کیا ہے۔

قال وذکر بعض اهل العلم فی الجمع بین الروایات ما حاصله ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل راقیا فی المقامات السنیة صاعدا فی الدرجات العلیة الی ان قبض اللہ روحه المطهرة الیه وازلفه بما خصه الله لدیه من الکرامات حین القدوم علیه فمن الجائز ان یکون هذا درجة حصلت له صلی اللہ علیہ وسلم بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء والایمان متاخرا عن تلک الاحادیث۔

کہا بعض اہل علم حضرات نے بیچ تطبیق دینے احادیث کے ذکر کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دائم الاوقات حصول مقامات سنیہ اور درجات رفیعہ کے حصول کے منتظر رہتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور کے روح مطہر و مقدس کو قبض کیا اور ان کو ان فضائل اور خصائص سے اپنے قریب کیا جو خدا کو منظور تھا بالکل ممکن اور جائز ہے یہ درجہ حضور پرنور کو بعد میں حاصل ہوا ہو پہلے نہ تھا یہ کہ احیاء ابوین شریفین اور قبول اسلام ان تمام مخالف احادیث کے بعد کا واقعہ ہے اس صورت میں احادیث میں کوئی تعارض باقی نہ رہا۔

زرقانی جلد اول مصری صد ۱۶۶۔ ویمکن الجواب عن الحدیثین انهما کانت موحدة غیر انهما لم یبلغا شان البعث والنشر وذلک اصل کبیر فاحیاهما الله له حتی آمنا بالبعث وبجمیع ما فی الشریعة ولذا تاخر احیاؤهما الی حجة الوداع حتی تمت الشریعة ونزل الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

فاحییت حتی آمنت بجمیع ما انزل اللہ علیہ ھذا معنی نفیس جداً۔

معارض حدیثوں کا یہ جواب ممکن ہے کہ ابوین شریفین پہلے ہی موحد اور خدا پرست تھے مگر انکو کما حقہ، علم دار آخرت کا حاصل نہ تھا چونکہ آخرت پر ایمان لانا دین حقانی کے اصولی جزوں سے ہی پھر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا تاکہ دار آخرت اور تمام احکام شرعی پر کامل طور پر ایمان لائیں اس لئے اللہ نے حجۃ الوداع کے زمانہ تک ان کے زندہ کرنے میں تاخیر کی یہاں تک دین اسلام مکمل ہوگیا اور یہ آیت نازل ہوئی آج کے دن کامل کیا میں نے دین تمہارا اور پوری کی میں نے تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام حقانی کو دین پھر ان کو زندہ کیا گیا تاکہ تمام امور دینی اور احکام شرعی پر مکمل طور پہ لائیں

یہ جواب نہایت پسندیدہ اور مقبول عامہ علماء کرام کا ہے اور یہ بات بالکل صحیح اور قابل اعتماد اور ان کے ایمان پر استدلال کے لایق ہے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر      مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

سوال:۔ حدیث شریف میں ہے قال ان ابی و ابوک فی النار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔

جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ابی سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا ابوطالب مراد ہیں نہ کہ سیدنا حضرت عبداللہ حضور پر نور صلعم نے سایل کو ذو معنی جواب دیا جس سے بظاہر تو اس کی تسکین قلبی ہوگئی لیکن اس پر حقیقت حال مخفی رہی کیونکہ آپ نے ابی سے اپنے چچا کیطرف اشارہ کیا تھا ترمذی نے ابوہریرۃ رضہ سے روایت کی ہے قال عم الرجل صنو ابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے کیونکہ اہل عرب اپنے چچا صاحب کو مانند باپ کے تصور کرتے تھے امام محمد بن کعب قرظی اور ابو العالیۃ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔

انخال والد والعم والد وتلا قولہ تعالیٰ ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک والٰہ آبائک ابراہیم واسمٰعیل واسحاق ماموں مانند باپ کے ہے اور چچا بمنزلہ والد کے ہے پھر یہ آیت تلاوت کی کیا تم اسوقت موجود تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی جو اس نے اپنے بیٹوں کو کہا تم میرے

بعد کس کی پرستش کریں گے انہوں نے جواب دیا تیرے خدا کی اور تیرے باپ دادا ہمتر ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت اسحاق علیہم السلام کے خدا کی پوجا کریں گے حالانکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام انکے رشتہ میں چچا تھے لیکن ہمتر یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے انکو اپنا باپ ذکر کیا ہے۔ وقس علے ھذا لعمہ

سوال:۔ جب دو حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہو تو پھر تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب:۔ جب دو حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہو اسوقت تطبیق روایات کی یہ صورت ——— ہوگی کہ ہر دو روایتہ کے درمیان روایت کا زمانہ دیکھا جاوے گا تو پھر موافق قواعد اصول حدیث مقدم کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ قرار دیا جائے گا چونکہ احیاء ابوین گرامی کا واقعہ بیچ زمانہ حجتہ الوداع ۱۰ھ کے ظہور پذیر ہوا ہے اس لحاظ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دوسری تمام حدیثوں کے لئے ناسخ تصور ہوگی۔ دیکھو ابن شاہین محدث وغیرہ نے نہی عن الاستغفار کی حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ شرح نخبتہ الفکر صـ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف التاریخ وثبت المتاخر فھو الناسخ والآخر منسوخ

لیکن اگر جمع بین الروایتین ممکن نہ ہو پھر تاریخ روایت ملاحظہ کی جائے گی پس اگر تاریخ روایت کی معرفت حاصل ہو جائے تو اندریں صورت پچھلی روایت کو پہلی کے لئے ناسخ تصور کیا جائیگا

نور الانوار صـ۱۹۶ کے بحث تعارض میں ہے

ومن قبل اختلاف الزمان صریحاً فانہ اذا علم التاریخ فلا بد ان یکون المتاخر ناسخاً للمتقدم

یہ اختلاف زمانہ سے پہلے کی بات ہے لیکن جب روایت کی صحیح تاریخ معلوم ہو گی تو پھر ضروری بات ہے کہ پچھلی روایت پہلی کے لئے ناسخ تصور ہوگی۔

اب صاف اظہر من الشمس ہے کہ احیاء ابوین کا حجتہ الوداع ۱۰ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے اس واسطے اس سے پہلی تمام مخالف روایات کو منسوخ تصور کیا جائے گا جب یہ سب ناقابل قبول اور

ناواجب العمل تصور ہوئیں تو پھر ابوین الشریفین کا زندہ ہونا اور ایمان قبول کرنا بالکل صحیح ہو گیا اور کوئی نزاع باقی نہ رہا۔

امام عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ زرقانی جلد اول صـ۱۷۲ مصری پر رقمطراز ہیں

قال بعض اھل العلم فی الجمع ان یکون الاحیاء متأخراً من تلک الحدیث

اور بعض اہل علم حضرات نے بیچ تطبیق بین الروایات کے کہا ہے یہ کہ احیار ابوین شریفین کا واقعہ تمام مخالف حدیثوں کے بعد کا ہے فلا تعارض تو پھر تعارض کا شبہ زائل ہو گیا۔ والحق احق ان یتبع

ایک اور اصولی بات قابل ذکر ہے جس کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہو گا نور الانوار شرح منار مین ملا جیون صاحب استاد المکرم شہنشاہ معظم اورنگ زیب عالمگیر نور اللہ مرقدہ وجعل اللہ الجنۃ مثواہ لکھتے ہیں۔

المثبت اولیٰ من النافی یعنی اذا تعارض المثبت والنافی فالمثبت اولیٰ بالعمل من النافی۔

مثبت روایات پر عمل کرنا نافی سے بہتر ہے یعنی جس وقت مثبت اور نافی روایات میں تعارض پیدا ہو تو اس صورت میں مثبت پر عمل کرنا نفی کرنے والوں سے بہتر ہو گا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ التعظیم والمنتہ صـ۲۶ پر تحریر کرتے ہیں

المقول فی الاحادیث التی وردت فی ان ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النار کلھا منسوخۃ اما باحیاءھما وایمانھما واما بالوحی فی ان اھل الفترت لا یعذبون۔

لیکن ان حدیثوں میں کلام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کے حق میں مروی ہیں بیشک وہ دوزخ میں ہیں یہ ہے کہ وہ سب حدیثیں منسوخ العمل قرار دی جائیں گی یا تو ان کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کے ذریعہ سے یا بواسطہ نزول وحی کے کہ زمانہ فترت انبیاء کے لوگ عذاب نہ کئے جاویں گے۔ بہرکیف بہر دو صورت ابوین الشریفین کا ایمان اور نجات ایک جماعت علماء کرام

کے نزدیک بالکل ثابت ہے۔ جزاء ھم اللہ عنی خیر الجزاء

گر نیاید بگوش رغبت کس — بر رسولان بلاغ باشد و بس

سوال:- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ و علی اتباعہ نے اپنی مشہور عالم تصنیف لطیف فقہ اکبر میں لکھا ہے

و والدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر

نبی کریم کے والدین گرامی کفر کی حالت میں فوت ہو گئے ہیں۔

الجواب:- ۱- سیدنا حضرت امام اعظم نور اللہ مرقدہ نے عدم ادراک زمانہ نبوت کو کفر سے تعبیر کیا ہے یعنی ماتا علی زمان الکفر یعنی ان کی فوتیدگی زمانہ کفر میں واقع ہوئی اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا بلکہ کفر کی تاریکی کے زمانہ میں فوت ہو گئے

۲- صاحب عیون نے کہا ہے رد سوء علی الامام ردیئ لی علیہ ان فی نسخ المعتمد ة مندلیس فیہا شئ من ذالک۔ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت تراشی گئی ہے جس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ فقہ اکبر کے بعض صحیح اور معتبر نسخہ جات میں یہ بات مندرج نہیں یہ ابو حنیفہ بخاری کا مقولہ ہے جو قابل اعتبار نہیں۔

۳- بالفرض اگر اس قول کو بالکل صحیح مان لیا جائے اور اس کی کوئی تاویل نہ کی جائے پھر بھی یہ بات ہرگز لازم نہیں ہوتی کہ ان کا زندہ ہونا اور ایمان لانا صحیح نہیں کیونکہ اہل علم حضرات کے نزدیک ان کا زندہ ہونا اور ایمان لانا امور مسلمہ سے صحیح بات قابل اعتبار ہے۔

۴- بعض علماء کے نزدیک فقہ اکبر کی عبارت یہ ہے وما ماتا علی الکفر ابوین گرامی کفر پر فوت نہیں ہوئے مگر ماتا کے اول سے لفظ ما سہو کاتب یا دوسری وجہ سے ساقط ہو گیا اور عوام الناس میں ماتا علی الکفر کے الفاظ سے رواج پذیر ہو گیا جیسا کہ ارشاد غبی ص ۵۱ میں ہے

۵- یہ بات ممکن اور قرین قیاس ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث احیاء نہ پہنچی ہو کیونکہ زمانہ سلف میں عوام الناس کی توجہ اس مسئلہ شریف کی طرف چنداں مائل نہ تھی بعد ازاں اس کی ضرورت لاحق ہوئی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں گویا ابن علم مستور بود بر متقدین پس کشف کرد حق تعالی آنرا بر متاخرین۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء

دیکھو عالم باعمل فاضل بے بدل استاد المحدثین سند المحققین رئیس العلماء و الفضلاء مفسر قرآن حاوی فروع و اصول شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزی میں بجواب سوال ایمان الوین الشریفین کے تحریر فرماتے ہیں۔ حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے دربارۂ اثبات ایمان الوین شریفین کے تین مسلک اختیار کیے۔

۱۔ پہلا مسلک یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین گرامی زمانہ فترت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بقید حیات موجود تھے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً بنی اسرائیل پ۱۵

نہ تھے ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ بھیجیں ہم رسول۔

اس آیت گرامی کے مضمون سے حضور پرنور صلعم سے پہلے فترت کا زمانہ ثابت ہوتا ہے پھر بمقتضائے اس آیت شریفہ کے زمانہ فترت کے لوگ قابل مؤاخذہ اور سزاوار عذاب کے نہیں اور باعتبار اس مسلک کے فقہ اکبر کی عبارت بھی صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں صرف ماتا علی الکفر موجود ہے۔ ان کے تعذیب کا کچھ مذکور نہیں۔ اب صاف ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ناجی ہوں گے۔

۲۔ دوسرا مسلک علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہ ہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ من الصلوٰۃ اکملہا ومن التحیات افضلہا کے والدین گرامی بعد از وفات زندہ کیے گئے اور انہوں نے بعد احیاء آپ کی نبوت و رسالت کو صحیح تسلیم کر لیا اور یہ مسلک بھی بالکل فقہ اکبر کی عبارت کے منافی نہیں علامہ دوران الشیخ شمس الدین صاحب کردری جو جلیل القدر علماء احناف ملک ما وراء النہر سے ہیں کہتے ہیں۔

یجوز لعن من مات علی الکفر الا والدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لثبوت ان اللہ تعالیٰ احیاھما آمنا بہ

اس شخص پر لعنت بھیجنا جائز ہے جو کفر کی حالت میں فوت ہو گیا مگر نبی کریم صلعم کے والدین گرامی کو منع ہے بسبب ثبوت اسباب کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا۔

وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائے ہیں۔ ان کا جب اثبات ایمان ہو گیا تو ان سے کفر کا ازالہ ہو گیا۔

۳۔ تیسرا مسلک علماء کرام رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ حضور پر نور کے والدین گرامی نے توفیق ربانی سے اپنی عقل خداداد سے ملت ابراہیم حنیف علیہ السلام کو اختیار کر لیا تھا اور وہ مراسم شرک و کفر سے بیزار اور توحید ربانی کے قائل تھے اور بت پرستی سے بیحد متنفر تھے اور قدیم الایام سے اپنے آباء واجداد سے نبی آخر الزمان کی بعثت کی خبریں سنتے رہے وہ دل وجان سے آپ کی آمد کے منتظر تھے ان کے دل میں یہ ارادہ تھا جب خاتم پیغمبران کی بعثت ہو گی تو ہم آپ کی نبوت کو تسلیم کر لیں گے چنانچہ اس مسلک کی تائید کے لئے حضور پر نور صلعم کے نور مبارک کا قصہ اور اس کی نگرانی کی وصیت سلسلہ وار جاری رہنا شاہد ہے اور وہ نور مبارک حضور پر نور کے والد ماجد سیدنا عبداللہ کی جبیں مبارک پر جلوہ گر تھا آپ کو اس نور کی حفاظت کے لئے اپنے آباء واجداد سے یہ وصیت پہنچی تھی کہ اس نور گرامی کو پاکیزہ شکموں میں سپرد کریں۔ حضرت ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دربارۂ اثبات ایمان والدین گرامی میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ان میں کفر وشرک کی آلائش کا پایا جانا ممکن اور محال ہے۔ بلکہ اس طریقہ سے ان کا ایمان متحقق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایمان اجمالی کی ضرورت لاحق تھی۔ جیساکہ ورقہ بن نوفل کے حق میں ثابت ہے جو ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا چچازاد بھائی ماہر علم تورات وانجیل کا تھا۔ فقہ اکبر کی عبارت بھی اس مسلک کے منافی نہیں کیونکہ فقہ اکبر میں امام اعظم رح نے عدم ایمان تفصیلی کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

ترجمہ فتاویٰ عزیزی جلد اول صـ ۲۹۵

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ اخبار الاخیار صـ ۱۳۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ سید محمد گیسوی دراز خلیفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ نصیر الحق والدین دہلوی قدس سرہٗ اپنی تفسیر قرآن اُم المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجۃ الوداع حضرت علی کرم اللہ وجہہ را بجانبے فرستادہ بودند چوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ازاں مصلحت باز آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باو فرمود۔ اے علی رض شنیدی کہ خدای تعالیٰ دوش بامن چہ کرامت عطا کرد۔ گفتم یا رسول اللہ شنیدم۔ فرمود دوش حلقہ گرفتم اور ابو طالب و پدر و مادر خود را

مغفرت خواستم فرمان شد۔ حتم مقتضی است بر من ہر کہ بیگانگی من و نبوت تو ایمان نیارد و بتان را باطل نگوید من او را بہشت ندہم برو بر فلان شعب و مادر و پدر خویش وابوطالب را فدا رکن ایشاں زندہ شوند و پیش تو آیند تو ایشاں را دعوت کنی بتو ایمان آرند ہمچناں کردم بر بلندی رفتم و فریاد کردم یا آباہ یا اُماہ یا عماہ۔ ہر سہ تن از خاک سر برآوردند و بمن ایمان آوردند و از عذاب خلاص شدند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے ایام میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کسی کام کے لئے کہیں روانہ کیا تھا جب شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے کہا اے علی رضہ تونے کچھ بات سنی ہے کہ کل اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا کرامت عطا کی ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے کوئی بات نہیں سنی فرمایا کل میں نے جناب باری میں دعا کی اور اپنے والدین گرامی اور چچا کے لئے بخشش مانگی جناب باری سے فرمان صادر ہوا کہ میں نے یہ قطعی فیصلہ کر رکھا ہے جو شخص میری وحدت والوہیت اور آپ کی نبوت پر ایمان نہ لائے گا اور بت پرستی کو باطل تصور نہ کرے گا میں اس کو کبھی بہشت بریں میں داخل نہ کرونگا حکم ہوا تم فلاں مقام پر جاکر اپنے والدین اور چچا کو پکارو وہ زندہ ہوکر تمہارے پاس حاضر ہوں گے تم ان کو دعوت دو وہ قبول کریں گے۔ میں بموجب فرمان باری بلندی پر جاکر پکارا اے میری ماں اے میرے باپ اے میرے چچا جی میری پکار پر وہ تینوں اپنی اپنی قبروں سے باہر نکل آئے اور تہ دل سے میری دعوت کو تسلیم کرلیا اور عذاب الٰہی سے خلاصی پائی۔ ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔

زرقانی مصری جلد اول صفحہ ۱۸۶ اذا سکت عنہما فتل ھما ناجیان فی الجنۃ اما انہما احییا حتی آمنا آمنا بہ کما جزم بہ السہیلی والقرطبی و ناصر الدین ابن المنیر ان الحدیث الضعیف کما جزم بہ اولہم و وافقہ جماعۃ من الحفاظ لانہ فی منقبۃ وھی یعمل فیہا بالحدیث الضعیف۔ واما لانہما ماتا علی الفترۃ قبل البعثۃ ولا تعذیب قبلہا کما جزم بہ الابی و اما لانہما ماتا علی الحنیفیۃ والتوحید لم یتقدم لہما شرک

كما قطع بہ السنوسيّ والتلمسانی المتاخر محشی الشفاء فهذا ما وفقنا
عليہ نصوص العلماء ولم نو لغيرهم الاما يشهد نفس ابن
وحيّہ وقد تكفل برده القرطبی۔

جس وقت تو نبی کریم کے والدین گرامی کے متعلق پوچھا جائے کہ وہ ناجی اور جنتی ہیں تو کہو بواسطہ اسبات کے کہ وہ دونوں زندہ کیے گئے اور ایمان لائے جیسا کہ قطع کیا ساتھ اس کے امام حافظ سہیلی نے اور امام قرطبی نے اور امام ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہم نے اگرچہ اس بارہ میں حدیث ضعیف مروی ہے جیسا کہ قطع کیا ساتھ اثبات کے پہلی جماعت نے اور اسبات پر موافقت اختیار کی ایک گروہ علمائے حدیث نے اور کہا یہ حدیث شریف مناقب نبوی میں مروی ہے۔ مناقب و فضائل نبوی میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا بالکل جائز ہے یا وہ دونوں زمانہ فترت انبیاء میں پیدا ہوئے اور بعثت نبوی سے عرصہ دراز پہلے فوت ہو گئے وصول دعوت سے پہلے عذاب دینا جائز نہیں جیسا کہ قطع کیا اس بات کے ساتھ میرے والد نے یا تو بواسطہ اسبات کے کہ والدین گرامی خود بخود ملت توحید اور دین ابراہیم حنیف کے پابند تھے۔ انمیں کوئی مشرکانہ بات نہ تھی جیسا کہ قطع کیا ساتھ اسبات کے امام سنوسی اور قلمسانی شارحین شفائی عیاض رحمۃ اللہ علیہم نے علمائی متاخرین سے یہ وہ بات ہے جسپر ہم نے نصوص علمائے کرام کی موافقت پائی ہے اور ہم مخالفین میں سے ہرگز نہیں دیکھتے مگر چند اشخاص مانند ابن دحیہ وغیرہ کے لیکن امام قرطبی کی بلند شخصیت نے اس کی خوب تردید کی ہے۔

عند هبوب الناشرات على الحمى
يصول غضبان اليان لا الحجر الصلد

اللهم صلی وسلم علی سیدنا و شفیعنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ
و اولادہ و اولیائہ و اتباعہ اجمعین و اعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ
والبشرا مقام المحمود الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ انک لا تخلف
المیعاد برحمتک یا ارحم الراحمین۔

# در بیان احکام زمانہ فترت کے بیان میں

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید۔ رُسُلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل یعنی بعد ارسال الرسل وانزال الکتب لئلا یحتج الناس علی اللہ علی ترک التوحید والطاعۃ بعدم الرسل فیقولوا ما ارسلت الینا رسولاً وما انزلت علینا کتاباً وفیہ دلیلاً لولم یبعث الرسل لکان الناس علیہ حجۃ فی ترک التوحید والطاعۃ وفیہ دلیل علی ان اللہ تعالیٰ لا یعذب الخلق قبل بعثۃ الرسل کما قال اللہ تعالیٰ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً" وفیہ دلیلاً لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ علی ان معرفۃ اللہ تعالیٰ لاتثبت الا بالسمع لان قولہ تعالیٰ "لئلا یکون علی اللہ حجۃ بعد الرسل یدل علی ان قبل بعثۃ الرسل تکون لھم الحجۃ فی ترک التوحید والطاعۃ (خازن مصری جلد اول ص ۵۲۰)

"رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے لوگوں کو تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے الزام، پیچھے بعثت رسولوں کے اور نازل کرنے کتابوں کے تاکہ لوگ حجت انگیزی نہ کر سکیں، سامنے اللہ تعالیٰ کے بیچ ترک کرنے توحید اور عبادت کے بوجہ عدم بعثت انبیاء کرام علیہم السلام کے اور یہ بات کہیں نہیں بھیجا تو نے ہماری طرف رسول اور نہیں اتاری ہماری طرف کوئی کتاب۔"

اس آیت گرامی میں یہ واضح ترین دلیل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ، نبیوں کو مبعوث نہ کرتا تو پھر ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر بیچ ترک توحید و عبادت میں الزام عائد ہو سکتا تھا۔ نیز اس آیۃ کریمہ میں یہ صاف دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو بعثت انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہرگز عذاب نہیں نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" اور نہ تھے ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ بھیجیں ہم نبیوں کو"۔ اس آیۃ گرامی کے مضمون سے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے یہ دلیل ثابت ہوتی ہے توحید اور طاقت کی ترک میں

معرفت بندوں کو بدوں ادلۂ سمعی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے الزام" یہ آیۃ شریفہ صریحاً دلالت کرتی ہے کہ بندوں کو بعثت انبیاء سے پہلے ترک توحید و عبادت میں عذر خواہی کرنا بالکل جائز تھی۔ (تفسیر صاوی جلد اول صـ ۲۵۹)

قولہ تعالیٰ۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ معذرۃ یعتذرون بھا وسماھا حجۃ تفضلاً وکرماً فاھل الفترت ناجون ولو بدلوا وغیروا قال اللہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً و قال اللہ تعالیٰ ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا لولا ارسلت الینا رسولاً ، وقولہ تعالیٰ بعد الرسل ای وانزال الکتب والمعنی لولم یرسل اللہ رسولاً لکان للناس عذراً فی ترک التوحید فقطع اللہ عذرھم بارسال الرسل اما قبل ارسال الرسل فکانوا یعتذرون فلذالک قال اھل السنۃ الجماعۃ ان معرفۃ اللہ تعالیٰ لاتثبت الا بالشرع۔

تاکہ نہ ہو لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر الزام۔ جسکے ساتھ وہ عذر خواہی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حجت بطور کرامت اور فضیلت کے رکھا ہے۔
اس آیت گرامی سے عیاں ہے کہ زمانہ فترت کے باشندگان بالکل نجات پائیں گے اگرچہ نادانی سے احکام ربانی میں کچھ تبدیل و تغییر کیا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور ہم عذاب کرنے والے نہ تھے یہاں تک کہ بھیجیں ہم رسول"۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اگر ہم ان کو ہلاک کر دیتے عذاب۔ سے پہلے بعثت نبیوں کے البتہ کہتے، کیوں نہیں بھیجا تو نے ہماری طرف رسول۔ لیکن فرمان باری تعالیٰ پیچھے بعثت نبیوں کے اور نزول نزول کتب کے لیکن آیۃ ہذا سے یہ مراد ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کو مبعوث نہ کرتا تو لوگوں کو ترک توحید میں عنداللہ عذر خواہی ہو سکتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بعثت رسل کرام علیہم السلام سے لوگوں کی عذر خواہی کو روک دیا لیکن بعثت انبیاء سے پہلے وہ اپنا عذر پیش کر سکتے تھے۔ اسی لیے اہل السنۃ والجماعۃ کثر اللہ سوادھم کے علماء کرام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز شانہ کی معرفت ادلہ

بعثت انبیاء کرام علیہم السلام کے ناممکن و محال ہے۔

تفسیر بیضاوی مصری صث۱۲ جلد ثانی قولہ تعالےٰ :۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل فیقولوا لولا ارسلت الینا رسولا فینبھنا و یعلمنا مالم نکن لا نعلم وفیہ تنبیہ علی ان بعثۃ الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام الی الناس ضروری" - کذا فی المدارک اول صـ۱۹۶

"تاکہ نہ ہو اوپر اللہ تعالےٰ کے لوگوں کے لیے حجت یعنی الزام، پیچھے بعثت انبیاء کرام کے پھر یہ بات کہیں کیوں نہیں بھیجا تونے ہماری طرف کوئی رسول جو ہمیں آگاہ کرتا اور تعلیم دیتا اس بات کی جس کو ہم نہ جانتے تھے۔"

اس آیت میں اسبات کی صریح دلیل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت لوگوں کی طرف نہایت ضروری ہے۔

**فائدہ** جمہور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ راسخہ یہ ہے کہ حل و حرمت کا مدار جائز و ناجائز کا تقرر بدون شارع کے محال ہے۔ عقل ناقص کی کیا مجال ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے لیے کوئی قانون دستورالعمل مرتب کر سکے۔ امور شرعی اگرچہ عقل کے مطابق ہیں۔ لیکن احکام شرعی میں عقل کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔

**مالتراب ورب الارباب** اگر تقرر امور شرعی میں عقل کی پیروی کی جاتی تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی حکمت بالکل مہمل و بیکار ہو جاتی اور بندوں پر وصول الی اللہ کا راستہ مسدود ہو جاتا۔ ہر ذی عقل کو حق خود مختاری حاصل ہوتا۔ جو چاہتا وہ کرتا پھر کسی صورت میں دنیا کا نظام قائم نہ رہ سکتا تھا۔ دایم الاوقات فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن رہتی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حکمت بالغہ کاملہ نے بعثت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ خرابی دور فرمادی۔ امور دینی میں انبیاء کرام کو تمام مخلوقات۔ بنی نوع انسان کا ہادی و راہنما و پیشوا مقرر کیا۔ کتب و صحائف کے نزول سے ان کی تائید او ناسلیق نبوت کی گئی اور بندوں پر ان کی تصدیق اور فرمانبرداری لازم قرار دی گئی۔ احکام شرعی کی حدود اور قیود مقرر ہوئیں۔ ہر خاص و عام ادنی و اعلیٰ پر احکام شرعی کی پابندی فرض کی گئی۔ حدود شکنی اور نافرمانوں کے لئے سزائیں مقرر ہوئیں

بنابریں احکام شرعی کی پابندی کرنے والوں کے لئے خدا کی رضامندی اور بہشت بریں کی ابدی نعمتوں کا وعدہ دیا گیا اور نافرمانوں کے لئے دخول جہنم اور مختلف اقسام کی سزائیں مقرر ہوئیں

مسالک الحنفاء والا المصطفیٰ صد۲۲ للسیوطی رح

اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن قتادۃ فی قولہ تعالیٰ و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - قال ان اللہ تعالیٰ لیس بمعذب احد حتی سبق اللہ من اللہ خبراً او یاتیہ من اللہ بینۃ -

ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحنے اپنی تفاسیر میں امام قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے نہ تھے ہم عذاب کنندہ یہانتک کہ بھیجیں ہم رسول - بیشک اللہ تعالیٰ کسی بشر کو ناحق عذاب نہیں کرتا جب تک اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل یا اطلاع نہ آئے۔

آنرا کہ عقل و ہمت و تدبیر ورائے نیست خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرائے نیست

صادی علی الجلالین جلد ثانی ص۳۲۵ قولہ تعالیٰ و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بنی اسرائیل پ۱۵

اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیجیں -

قال ان شرط صحۃ العبادات و وجوبہا بلوغ الدعوۃ فمن لم تبلغہ الدعوۃ لا یجب علیہ العبادۃ ولا یثاب منہ ولو فعلہا لا یثاب علیہا وعموم ہذہ الآیۃ یدل علیٰ ان اہل الفترۃ ناجون بفضل اللہ تعالیٰ لو غیروا و بدلوا و ما ورد تخصیص بعض افراد کحاتم طائی وامری القیس بدخولہم النار فہی حدیث آماد لا تعارض القطعی -

کیونکہ وجوب اور صحت عبادت کے لئے دعوت انبیاء کا پہنچنا لازم ہے - جس کو دعوت نہیں پہنچی - اس پر لزوم عبادت کا نہیں اگر عبادت بجالائے تو کچھ ثواب حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی عبادت

صحیح تصور ہو گی۔ آیتہ ہذا کا عموم صاف دلالت کرتا ہے کہ اہالیان زمانہ فترت خدا کے فضل وکرم سے نجات پائیں گے۔ اگرچہ انہوں نے جہالت یا غلطی سے احکام ربانی میں کچھ تغیرو تبدل کیا ہو گا لیکن ان میں سے بعض افراد کی تعذیب کی تخصیص مانند حاتم طائی اور امرا لقیس وغیرہ کے آحاد حدیثوں سے ہے جو ہرگز ادلہ قطعی (یعنی نصوص قرآنی کی) معارض ہو نہیں سکتیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر صد ۵۶ پہ تحریر فرماتے ہیں۔

وقد جعل الشرع للبالغ الجاهل بالله ممن لم تبلغه الدعوة معذوراً لقوله تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً

شریعت حقہ اور ملت بیضاء اسلام حقانی نے ہر ایک بالغ اور جاہل باللہ شخص کو جن کو کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی معذور قرار دیا ہے ساتھ اس دلیل فرمان جاری کے اور ہم ہرگز عذاب نازل نہیں کرتے یہاں تک کہ بھیجیں ہم رسول۔

علامہ زمان فخرالاسلام نے کہا ہے۔ جن لوگوں کو حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی دعوت نہیں پہنچی۔ وہ ہرگز لزوم عبادت واطاعت کے مکلف نہیں ہو سکتے۔ مکلفین کے لئے بلوغ دعوت ضروری ہے

زرقانی جلد اول صد ۱۷۲ قال السیوطی هذا مذهب لاخلاف فيه بين الشافعية في الفقه والاشاعرة ونص على ذالك امام الشافعي رحمة الله عليه في الام والمختصر وتبعه سائر الاصحاب فلم يشذ احداً منهم الخلاف واستدلوا بعدة آيات منها قوله تعالیٰ وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

حضرت ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ مذہب بالکل برحق ہے اور اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ درمیان فقہا شافعیہ اور علمائے اصول کے اسیر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ام اور مختصر میں نصوص کا ذکر کیا ہے اور اس پر اس کے اصحاب نے پیروی کی ہے۔ کسی نے اسبات کا خلاف نہیں کیا اور اسبات پر قرآن مجید کی متعدد آیات سے استدلال کیا ہے۔ جس میں سے ایک آیتہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ہے۔

مسالک الحنفاء سیوطی رح میں ہے۔ قاضی امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مختصر ابن حاجب

کی نہیں اور امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ نے تہذیب میں تحریر کیا ہے۔

واما من لم تبلغہ الدعوۃ فعندنا یموت ولا یقاتل حتی یدعیٰ الی الاسلام وھو مضمون بالکفارۃ والدیتہ قال ابن الرفعۃ فی الکفایۃ لانہ مولود علی الفطرۃ ولم یظھر منہ عنادہٗ

جن لوگوں کو انبیاء کی دعوت نہیں پہنچی تو ہمارے نزدیک اگر وہ مرگیا تو نجات پانے والوں سے ہوگا اور نہ قتل کیا جائے جب تک دعوت اسلام نہ کی جاوے۔ اس کا قاتل اس کی کفارت اور دیت کا ذمہ وار ہوگا۔ ابن الرافعتہ نے کفایۂ میں کہا ہے۔ کیونکہ اس کی پیدائش السلام حقانی پر ہوئی ہے اور اس سے اسلام کی خلاف ورزی صادر نہیں ہوئی۔

تعلیق الصبیح علی المشکوۃ المصابیح میں ہے۔

قد صنف فی ذالک کثیراً من العلماء المتاخرون فحملوا الاحادیث الواردۃ فی معنی الباب علیٰ انھا کانت قبل نزول قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ فان اھل الفترت بموجب ما دلت علیہ الآیتہ الکریمۃ والاحادیث الواردۃ لا عذاب علیھم۔

اس بارہ میں علمائے متاخرین میں سے بہت لوگوں نے تصنیفات کی ہیں اور انہوں نے اس بارہ میں مخالف حدیثوں کو اسباب پر محمول کیا ہے کہ وہ سب اس آیت کے نزول سے پہلے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہیں عذاب کرنیوالے یہاں تک کہ بھیجیں ہم رسول۔ پھر اہالیان زمانہ فترت کے لوگ بموجب دلیل اس آیتہ کریمہ کے اور احادیث کے لائق عذاب کے نہیں۔

سوال:۔ فان قلت ھذہ الآیتہ مکیتہ وزیارتہ، صلی اللہ علیہ وسلم لامہ کانت عام الفتح فکیف یتاتی ما ذکر قلت الآیۃ انکانت مکیۃ ومن اللہ لم یطلع نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ان حکمھا عام فی السابقین والموجودین فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم برعایتہ لمصلحۃ الوقت اس فلما اطلع اللہ نبیہ علی ذالک اخبرنا باحوال اھل الفترۃ۔

اگر تو یہ بات کہے کہ یہ آیت شریف مکی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ ماجدہ کی قبر گرامی کی زیارت زمانہ فتح مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا میں کی ہے۔ تو اس صورت میں یہ بات کیونکر ممکن ہوگی۔

جواب میں کہتا ہوں اگرچہ یہ آیتہ گرامی مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالے نے نبی صلعم کو اس آیت کی حقیقت سے اطلاع نہ دی کہ آیت ہذا کا حکم پہلے فوت شدہ لوگوں کے لئے بھی ہے جو قبل از بعثت نبوی فوت ہوگئے اور جو لوگ آپ کے زمانہ میں موجود ہیں۔ بسبب کسی مصلحت انذار کے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں اس آیت کے مفہوم اور اس کی حقیقت سے خبردار کیا۔ تب حضور پرنور نے ہم کو مطلع کر دیا کہ اس آیت کا حکم قبل از بعثت فوت شدہ لوگوں کے لئے اور موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے یکساں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:۔ وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون۔ ذکری وما کنا ظلمین۔

اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لئے ڈرانیوالے تھے۔ یہ نصیحت ہے اور نہ تھے ہم ظلم کرنے والے۔

عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں امام قتادہ رض سے روایت کی ہے

قال ما اھلک اللہ من قریۃ الا بعد الحجۃ و البینۃ والعذر حتی یرسل الرسل و ینزل الکتب تذکرۃ لھم وموعظۃ وحجۃ للہ ذکری وما کنا ظلمین۔ یقول وما کنا نعذبھم الا بعد الحجۃ۔

اور اللہ تعالیٰ نے نہیں ہلاک کیا کسی بستی والوں کو مگر بعد ابلاغ حجت اور دلیل کے اور بعد رفع عذر کے۔ یہاں تک کہ بھیجے رسولوں کو اور نازل کرے کتابوں کو بطور یاد دہانی اور نصیحت کے۔ یہ پند و نصیحت ہے لوگوں کے لئے اور نہ تھے ہم ظلم کرنیوالے۔

**فائدہ** اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد گرامی زمانہ فترت انبیاء میں پیدا ہوئے اور بعثت نبوی سے عرصہ دراز پہلے فوت ہو گئے آپ کی نبوت کا زمانہ نہیں پایا۔ اس واسطے وہ دونوں بموجب ان آیات بینات کے سزاوار عذاب اور قابل مواخذہ کے نہیں۔ جس قدر احادیث ان کی تعذیب کے بارہ میں مروی ہیں۔ نصوص قرآنی کی

اور قطعی کے مقابلہ میں سب ہیچ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عند الجمہور فترت کا زمانہ تھا۔ جس پر خدا کا فرمودہ شاہد ناطق ہے

قولہ تعالیٰ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر۔

اے اہل کتاب آیا پاس تمہارے رسول ہمارا بیان کرتا ہے تمہارے لئے احکام ربانی کی پیچھے منقطع ہونے سلسلہ رسولوں کے مبادا تم کہو۔ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی رسول خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

اس آیت گرامی کے مضمون سے صراحتاً ثابت ہے کہ حضور پرنور کی بعثت سے پہلے بالکل فترت کا زمانہ تھا۔ تفسیر جلالین میں ہے۔

قولہ تعالیٰ علیٰ فترۃ من الرسل لم یکن بینہ و بین عیسیٰ رسول و مدت ذالک خمس مایتہ سنۃ۔

بعد منقطع ہونے رسولوں کے کہا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہتر عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی پیغامبر مبعوث نہیں ہوا۔ جسکی مدت پانچ سو سال تھی۔ حدیث میں ہے

قال انا احق الناس بعیسیٰ بن مریم لیس بنی و بینہ رسول

میں بہت قریب لوگوں سے ہوں ساتھ مہتر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے میرے اور اس کے درمیان کوئی رسول نہیں گزرا۔

بقول امام ضحاک رحمہ فترت کا زمانہ چار سو تیس سال کی مدت تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بقول سلمان پانچ سو ساٹھ سال کا زمانہ ذکر کیا ہے۔ اور امام قتادہ رض نے اس کی مدت چھ سو سال کی بیان کی ہے بعد رفع ابن مریم علیہ السلام کے۔ حافظ ابن کثیر رح نے امام قتادہ رح کے قول کو صحیح اور قابل تسلیم تصور کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ لتنذر قوماً ما انذر آباءھم فھم غافلون

قبل ما للنفی ای لم تنذر آباءھم لان قریشاً لم یاتہم نبی

قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تاکہ ڈرائے تو اس قوم کو جو نہیں ڈرائے گئے باپ دادا ان کے پس وہ بالکل بے خبر ہیں۔

عند العلماء آیت ہذا میں وہ ولفظ ما فی انذار کے لئے ہے جس سے مراد یہ ہے یارسول اللہ تاکہ تو اس قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرائے دھمکائے جن کے آباؤ اجداد نہیں ڈرائے گئے۔ آیت ہذا کے مضمون سے صاف عیاں ہے کہ قوم قریش انبیاء کرام کی دعوت سے بے بہرہ وناآشنا تھی۔ حضور پرنور سے پہلے ان میں کوئی رسول مبعوث پیدا نہیں ہوا۔ ان کو کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی۔ ساری قوم تکلیفات شرعی سے بے خبر اور احکام ربانی سے بے خبر تھی

کما قال اللہ تعالیٰ۔ لتنذر قوماً ما اتاھم من نذیر من قبلک لعلھم یتذکرون

تاکہ ڈرائے تو اس قوم کو جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا۔ شاید وہ نصیحت قبول کریں اور قوماً سے مراد قوم قریش ہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ ولولا ان تصیبھم مصیبۃ (عقوبۃ ونقمۃ) بما قدمت ایدیھم (من الکفر والمعاصی) فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع آیاتک ونکون من المومنین۔ یعنی لولا انھم یحتجون تبولہ الرسال لعاجلناھم با العقوبۃ بکفرھم قیل معناہ لما بعثناک الیھم رسولاً لئلا یکون علی اللہ حجۃ بعد الرسل

کما فی الخازن والمعالم جلد پنجم ص۱۴۸

اگر یہ بات لازم نہ ہوتی کہ جب ان لوگوں کو کوئی مصیبت یا عذاب پہنچتا۔ بسبب اس چیز کے جو آگے بھیجی ہے ان کے ہاتھوں نے کفر اور بدکاری سے وہ کہتے یارب کیوں نہیں بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول پھر پیروی کرتے ہم تیری آیتوں کی اور ہوتے ہم ایمان والوں سے۔ اگر وہ لوگ حجت انگیزی نہ کرتے بوجہ عدم بعثت انبیاء کے تو ہم ان پر بوجہ کفر وبدکاری ان کی کے عذاب نازل کرنے میں بہت جلدی کرتے۔

بعض نے کہا ہے۔

یارسول اللہ ہم نے آپ کو ان کی طرف اس غرض کے لئے مبعوث کیا ہے تاکہ فرمایا

لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام عائد نہ کریں۔ ترک کرنے بعثت انبیاء پر۔

آیت ہذا سے ظاہر ہے اگر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اہل مکہ پر ان کے کفر و معصیت کی وجہ سے عذاب نازل کرتا ہے۔ پھر وہ لوگ عنداللہ یہ عذر خواہی کر سکتے تھے۔ بارخدایا جب تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا جو ہمیں امر و نہی حل و حرمت طریقۂ عبادت سے خبردار کرتا پھر اگر ہم تیرے احکام کی خلاف ورزی کرتے یا عبادات میں کوتاہی اختیار کرتے تو ہم تیرے نافرمان تصور ہوتے پھر تجھے ہم کو عذاب کرنے کا حق حاصل تھا۔ اب جب کہ تیرے احکام سے بے خبر ہے اور تو نے کسی رسول کو ہماری ہدایت اور راہ نمائی کے لئے مبعوث نہیں کیا۔ اسمیں ہمارا کیا قصور ہے حق تعالیٰ نے حضور پر نور کی بعثت سے ان پر حجت قائم کر دی تاکہ خدا کے حضور میں ماجاءنا من نذیر ولا بشیر کا عذر پیش کر سکیں

قال اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم (یعنی کفار مکہ) وذالک لما بلغھم ان اھل الکتاب کذبوا رسلھم قالوا لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتتھم الرسل فکذبوا واقسموا باللہ لوجاء نذیر منکونن اھدیٰ دینا منھم و ذالک قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محکم قسم اپنی کو یعنی کفار مکہ نے جب ان کو یہ خبر ملی کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہے۔ اہالیان مکہ نے قسم کھائی اگر ہمارے پاس منجانب اللہ کوئی رسول مبعوث ہوا تو ہم لوگ ان کی نسبت بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔ بوجہ قبول دعوت کے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی ہے۔

اور صاحب تفسیر نیشاپوری سورہ قصص میں تحریر فرماتے ہیں

ومن قبل ما کانت حجۃ الانبیاء قائمۃ علیھم ولکن بعث اللہ الیھم من تجدد وتلک الحجۃ علیھم فبعث اللہ تعالیٰ تقریراً لتلک التعلیقات وانالۃ تلک الفترت۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ان پر بعثت انبیاء کی حجت

قائم نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف مبعوث کیا تاکہ ان پر حجۃ اللہ قائم کریں۔ پس آنحضرت صلعم کی بعثت بغرض تقرر تکلیفات شرعی کے اور ازالہ فترت انبیاء کے ہوئی ہے۔

امام قسطلانی مواہب مدینہ میں تحریر کرتے ہیں

لمّا دلّت القواطع علی انہٗ لا تعذیب حتی تقوم الحجّۃ علمنا انہم غیر معذ بین

جب دلائل قطعی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عذاب ہرگز لازم نہیں ہوتا جب تک حجت قائم نہ ہو۔

ثابت ہوا کہ ابوین شریفین ہرگز قابل مواخذہ اور لائق عذاب کے نہیں۔

بگو آنچہ دانی سخن سودمند ۔۔۔ وگر ہیچ کس را نباید پسند

کہ فردا پشیمان برآرد خروش ۔۔۔ کہ آیا چرا حق نکردم بگوش

رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ و لا یہودی و لا نصرانی و مات و لم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار مفہومہٗ ان من لم یسمع بہ صلی اللہ علیہ وسلم و لم تبلغہٗ الدعوۃ الاسلام فھو معذور علی ما تقرر فی الاصول انہ لا حکم قبل ورود الشرع علی الصحیح

مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس شخص نے اس امت مرحومہ سے یا کسی یہودی یا نصرانی نے میری دعوت کو سن لیا پھر فوت ہو گیا اور میری رسالت پر ایمان نہ لایا مگر وہ اہل النار میں سے ہوگا۔ اس حدیث شریف سے یہ مراد ہے کہ جس شخص کو نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی نبوت کا علم نہیں ہوا یا اسے اسلام کی دعوت نہیں پہنچی وہ بالکل عند اللہ معذور ہے جیسا کہ علم اصول میں مقرر ہے کہ ورود اور شرعی امور سے پہلے کوئی حکم لازم نہیں ہوتا۔ مواہب مدنیہ ص

مسالک الحنفاء ص زرقانی جلد اول ص:۔ اخرج عبد الرزاق و ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابو هریرة رضی الله عنه قال اذا كان يوم القيامة جمع الله اهل الفترة و المعتوة و الاصم و الابكم و الشيوخ الذين لم يدركوا الاسلام ثم ارسل اليهم فيطيعه من كان يريد ان يطيعه قال ابو هريرة اقرؤا ان شئتم وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا۔

اسناده حسن شرط الشيخين و مثله لا يقال من قبل الرای وله حكم المرفوع۔

حافظ عبد الرزاق اور ابن منذر نے اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب فردا قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اہل فترت اور دیوانہ لوگوں کو بہرے اور گونگے اور بوڑھوں کو جمع کرے گا یعنی جن لوگوں کو اسلام حقانی کی دعوت نہیں پہنچی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف رسول روانہ کرے گا وہ حکم دے گا کہ تم سب آگ میں کود پڑو وہ جواب دیں گے کہ ہم کیونکہ آگ میں کود پڑیں جبکہ دار دنیا میں ہمارے پاس کوئی رسول نہیں آیا۔ کہا خدا کی قسم اگر وہ اس کا کہا مانتے اور آگ میں داخل ہو جاتے تو ان پر آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جاتی۔ پھر مکرر رسول روانہ ہوگا۔ پھر وہ شخص اس کا کہا مانے گا جو شخص عالم دنیا میں انبیاء کرام کی فرمانبرداری کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی نے کہا۔ پڑھو تم اگر چاہو اور نہ تھے ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ بھیجیں ہم رسول۔ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے اور بطریقہ بخاری مسلم کے ایسی بات اپنی رائے و قیاس سے نہیں کہی جاتی۔ اس کو حکم مرفوع کا ہے۔

نور گیتی فروغ چشم ہور          نشست باشد بچشم موشک کور

مسالک الحنفاء ص۱۱: اما ابوین شریفین فالظاہر من حالہما ما ذہبت الیہ ہذہ الطائفۃ من عدم بلوغہما دعوۃ احد و ذالک لمجموع امور۔ تاخر زمانہا و بعد ما بینہما و بین الانبیاء السابقین فان آخر الانبیاء قبل بعثت نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیسٰی علیہ السلام وکانت الفترۃ بینہ و بین بعثۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ست مائتہ سنتہ ثم انہما کانا فی زمن الجاہلیۃ لم یعش من العمر الا قلیلاً۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین کے احوال سے صاف ظاہر ہے جس کی طرف علماء کرام کی ایک کثیر جماعت گئی ہے یہ بات ہے کہ ان کو کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی بسبب چند امور کے بوجہ تاخیر زمانہ بعثت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بسبب درازی زمانہ فترت انبیاء کے۔ درمیان ابوین گرامی اور انبیاء سابقین کے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مہتر عیسٰی روح اللہ ہی آخری رسول تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عیسٰی علیہ السلام کے درمیان فترت کے زمانہ کی مدت چھ سو سال کی تھی (جس میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا) نیز حضور پرنور کے والد گرامی جاہلیت کے زمانہ میں فوت ہو گئے۔ ان کی عمر نے وفا نہ کی۔ اگر وہ زمان نبوت کا ادراک کرتے تو ضرور اسلام قبول فرماتے۔

مواہب النطیفہ شرح مسند امام ابو حنیفہ رض میں ہے۔

ان الذی بعث النبی محمد          انجی بہ الثقلین مما یجحف
لامہ و ابیہ حکم شائع          ابداہ اہل العلم فیما صنفوا
فجماعتہ اجروھما مجری الذی          لم یاتہ خیر الدعاۃ المسعف
والحکم فیمن لم تجبہ دعوۃ          ان لا عذاب علیہا حکم یولف

وجماعتہ ذھبوا الی احیائہ ابویہ حتی آمنا او خوفوا
وسروی ابن شاھین حدیث مسنداً فی ذالک ولکن الحدیث ضعف

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا اور آپ کا صدقہ جن وانس کو نجات دی۔ حضور پرنور صلعم کے والدین گرامی کے لئے حکم صاف ظاہر ہے۔ جس کو حضرات اہل علم نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔ ایک گروہ نے ان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن کو کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی اور جن لوگوں کو کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہرگز قابل مواخذہ اور عذاب کے نہیں۔ ایک گروہ ان کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کا قائل ہے یہ کہ ان کو کچھ خوف وخطرہ نہیں اور اس بارہ میں ابن شاہین محدث نے باسناد حدیث بیان کی ہے لیکن عند العلماء وہ حدیث کمزور درجہ کی ہے۔

**سوال**:۔ فان قلت قد صحت الاحادیث بتعذیب اھل الفترۃ کحدیث
عمرو بن یحییٰ یجر قصبۃ فی النار سرواہ بخاری عن ابوھریرۃ رض
قال رائیت صاحب المحجن فی النار وھو الذی یسرق الحجاج
بمحجنہ فاذا ابصرہ احد قال انما تعلق بمحجنہ۔

اگر تو یہ اعتراض پیش کرے کہ صحیح حدیثیں تعذیب اہل فترت کے بارہ میں مروی ہیں۔ مانند حدیث عمرو بن یحییٰ کے فرمایا کہ کھینچتا تھا اپنی انتڑیاں کو نار جہنم میں راوہ بخاری عن ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے صاحب چوگان کو نار جہنم میں ملاحظہ کیا وہ شخص جو حجاج بیت الحرام کی اشیاء کی چوری اپنے چوگان سے کیا کرتا تھا۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو کہتا یہ خود بخود میری چوگان کے ہمراہ چمٹ گئی ہے۔

**الجواب**:۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ جلد اول صد ۳۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ اس سوال کا جواب چند وجوہ پر موقوف ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ سب حدیثیں از قسم حدیث آحاد کی ہیں جو ہرگز ادلہ قطعی کی معارض ہو نہیں سکتیں۔ دوسری وجہ یہ ہے ان لوگوں کے عذاب کی تخصیص اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ عوام الناس کو کیا خبر کہ ان کے عذاب کی کیا وجہ ہے۔ تیسری بات

یہ ہے۔ احادیث شریف میں جن افراد کی تعذیب مذکور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے کفر و عناد کی حالت میں باغوائے شیطان لعین کے اپنی رائے وقیاس سے احکام شرعی میں رد و بدل تغیر و تبدل کیا اور عوام کو راہ راست سے منحرف کر کے چاہ ضلالت میں پھینک دیا۔ مانند عمرو بن لحی کے جس نے ملت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو مٹا کر شرک و کفر کی رسومات کو جاری کیا۔

امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتم بن جون خزاعی کو دیکھ کر کہا اے اکتم میں نے عمرو بن لحی کو نار جہنم میں دیکھا جو اپنی امعاء کو کھینچ رہا تھا۔ میں نے اس کو شکل و شباہت میں بالکل تیرے مشابہ پایا (عمرو بن لحی) اہل عرب سے پہلا شخص ہے جس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین میں رخنہ اندازی کی اور بت پرستی اور رسوم مشرکانہ کو رائج کیا اور جانوروں میں بحیرہ اور سائبہ وصیلۃ وغیرہ مقرر کیا۔ میں نے اسے دوزخ میں ملاحظہ کیا کہ وہ اپنی امعاء کی بدبوئی سے اہل نار کو ایذا رسانی کرتا تھا۔ اکتم نے کہا یارسول اللہ پھر یہ مشابہت تو میرے حق میں بیحد زبون اور ضرر رساں ہو گی فرمایا ہرگز نہیں تو خدا پرست دیندار ہے اور وہ مشرک اور کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافر قرار دیا ہے۔

کما قال اللہ تعالےٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب

سورۃ مائدۃ پ

اور نہیں مقرر کی اللہ تعالیٰ نے کان پھاڑی اونٹنی اور نہ چرائی پر چھوڑی ہوئی اور نہ اپنے بھائی سے ملی ہوئی اور نہ اونٹ حمایت کرنے والا پشت اپنی کا و لیکن جو لوگ کافر ہوئے جھوٹ باندھتے ہیں۔ اوپر اللہ تعالیٰ کے۔

زرقانی شرح مواہب لدنیہ اج ص۱۷۶ فالجواب۔ من الاحادیث الواردۃ فی الابوین بما یخالف ذالک انہا وردت قبل ورود الآیات والاحادیث المشلہ الیہا فیما مر۔

ان احادیث کا جواب جو ابوین شریفین کے خلاف مذکور ہیں یہ ہے کہ یہ سب احادیث

آیت گرامی وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سے پہلے کی مروی ہیں جیساکہ آگے گزرچکا ہے۔

علمائے اہل سنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم نے اہلیان زمانہ فترت کو تین گروہوں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے گروہ میں وہ لوگ ہیں جن کو کسی رسول یا نبی کی دعوت نہیں پہنچی مگرانہوں نے توفیق ربانی کی مدد سے اپنی عقل وفہم وفراست سے توحید الٰہی کو معلوم کرلیا۔ پھراس کی پیروی کی۔ کسی خاص شریعت کی پابندی اختیار نہ کی۔ لیکن کفروشرک بُری رسموں نے کنارہ کش رہے مانند قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ کے۔ ان میں سے بعض نے کسی شریعت کو قبول کیا مثلاً تبع حمیری کے اور ورقہ بن نوفل اور اس کے چچا عثمان بن حویرث کے۔ دوسری جماعت کے لوگ وہ ہیں جو میانہ رو تھے جنہوں نے نہ توراہ توحید کو اختیار کیا اور کسی شریعت کی پابندی قبول کی اور باوجود اسباب کے شرک وکفر کی بُری رسموں کو اختیار نہ کیا۔ کوئی جداگانہ طریقہ قبول نہ کیا۔ اپنی تمام عمر عزیز کا تمام سرمایہ جہالت کی نذر کردیا اور نور ایمان کی روشنی سے بہرہ مند نہ ہوئے۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے۔ جو اگرچہ بالکل زمانہ فترت میں موجود تھے۔ مگر اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے شرک وکفر کی رسومات بد کو اختیار کیا اور اپنی لاعلمی کی وجہ سے حلال وحرام میں تمیز نہ کی اور شرک وکفر کی بُری رسموں کو جاری کیا اور عوام الناس کو اس کی دعوت دی۔ مانند رئیس گمراہان عمرو بن لحی اور اس کے تابعداروں کے تو اس امتیاز اور تفاوت عقائد کے لحاظ سے بعض اہل فترت کا معذب ہونا بھی قرین قیاس ہے۔ لیکن صحیح اور بالکل قابل قبول بات یہ ہے۔ جمہور علماء اہل السنت کے نزدیک بموجب قواعد اصول کے مطابق وہ ہرگز قابل مواخذہ کے نہیں۔ عنداللہ ان کا عذر قابل قبول ہے۔ امید کامل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی بھی ناجی گروہ میں شامل ہوں گے ان کی نجات اور رستگاری از عذاب یقینی بات ہے۔

مواہب لدنیہ صفحہ ۳۲ ۔ قد اطبقت الوئمة الاشاعرة من اهل الکلام والاصول والشافعية من الفقها علیٰ ان من مات لم تبلغه الدعوة یموت ناجیاً بانهما ماتا قبل البعثة فی زمان الفترة ولا تعذیب قبلها لقوله تعالیٰ وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ۔

موافقت کی ہے۔ ایمہ اشعریہ نے اہل کلام اور اصول سے اور فقہائے مذہب شافعیہ نے اسبات پر کہ جو شخص فوت ہوا اور اسے کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی وہ عذاب ربانی سے رہائی پائے گا۔ کیونکہ وہ بالکل بعثت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ اور اسلام سے پہلے فوت ہو گیا۔ بیچ زمانہ فترت انبیاء کے۔ کیونکہ بلوغ دعوت سے پہلے عذاب ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم عذاب کرنے والے نہیں تاوقتیکہ بھیجیں ہم رسول۔

مسالک الحنفاء ص۳ پر ہے۔ سئل الشیخ شرف الدین منادی عن والد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل ھو فی النار فزاس السائیل نہرا سہ شدیدۃ فقال لہ السائیل ھل ثبت اسلومہ فقال انہ مات فی الفترۃ ولا تحذیب قبل البعثتہ۔

حضرت شیخ شرف الدین مُناوی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے متعلق سوال کئے گئے۔ کیا وہ دوزخ میں ہے آپ نے سوال کرنیوالے کو ڈانٹ دی سخت جھڑکا۔ سائل نے پوچھا۔ کیا ان کا اسلام لانا ثابت ہے کہا ہاں کیونکہ وہ زمانہ فترت میں فوت ہو گئے اور دعوت سے پہلے ہرگز مواخذہ نہیں ہوتا ان پر کوئی عذاب نہیں

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیری خواہ ملال
محل قابل وانگہے نصیحت قابل — چو گوش ہوش نباشد چہ سود حسن مقال
زمان توبہ و عذر ست و وقت بیداری — بر آر دست دعا و روی بخاک بمال
ختام عمر خدایا برحمت خویش — بخیر کن کہ ہمیں ست غایۃ الآمال

حموی شرح اشباہ والنظائر ص۴۵۳ روح البیان ص۱۴۷۔ سئل القاضی ابوبکر بن العربی احد ایمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان ان اباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النار فلجاب بانہ ملعون لان اللہ تعالیٰ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ قال ولا اعظم اذی ان یقال عن ابیہ انہ فی النار۔ یگانہ روزگار از ائمہ مالکیہ

قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین گرامی دوزخ میں ہیں جواب دیا یہ بات کہنے والا ملعون ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق جو لوگ ایذا رسانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو لعنت کی ان پہ اللہ تعالیٰ نے بیچ دار دنیا اور آخرت کے کہا پھر اس سے بڑھ کر کونسی بڑی بُری ایذا رسانی تصور ہوگی۔ جبکہ آپ کے والدین شریفین کے متعلق کہا جائے کہ وہ آگ میں ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا

اسح البیان صہ ۱۴۲ حموی شرح اشیاہ والنظائر صہ ۵۳ علامہ زمان امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ روض الانف میں لکھتے ہیں۔

لیس لنا ان نقول ذالک فی ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تو ذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ تعالیٰ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ وقد امرنا ان نمسک اللسان اذا ذکروا اصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بلشیئ یوجب ذالک العیب والنقص منہم فان نمسک ونقف عن ابویہ احق واحری۔

ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین گرامی کے حق میں بیہودگی یا گستاخی کریں کہ وہ آگ میں ہیں حضور پر نور نے فرمایا ہے کہ نہ رنج دو زندوں کو ساتھ بدگوئی کرنے اموات کے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق جو لوگ دکھ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو لعنت کی ان پر اللہ تعالیٰ نے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور ان کے لئے عذاب ہے دردناک اور جبکہ ہم مامور ہیں کہ اپنی زبان کو بند رکھیں جب اصحاب کبار رضی اللہ عنہ کے کے متعلق کوئی بات کہی جاوے جس سے انکی ذات گرامی میں کسی عیب یا نقص کا اظہار ہو پھر اگر ہم اپنی زبان کو آپ کے والدین گرامی کے حق میں بے ادبی یا گستاخی کی بات کہنے سے روک لیں تو یہ بے حد بہتر اور مفید بات ہے

حموی شرح اشباہ صہ ۵۳ شہاب الملۃ والدین شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وما احسن قول المتوفقین فی ھذہ المسئلۃ الحذر الحذر من ذکر

هماء بتنقيص فان ذالك قد يؤذيه صلى الله عليه وسلم بخبر الطبرانی لا تؤذ الاحياء بسبب الاموات ۔

کیا بہتر بات ہے توقف کرنے والوں کی بیچ اس مسئلہ کے خبردار ڈر اور احتراز کر ابوین گرامی کی کسر شان کرنے سے کیونکہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ایذا رسانی کرتی ہے ساتھ حدیث معجم طبرانی کے ۔ فرمایا کہ زندہ لوگوں کو مردہ کی بدگوئی کرنے سے دکھ نہ دو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم

جو لوگ ایذا رسانی کرتے ہیں رسول خدا کو ان کے لئے عذاب ہے دردناک

مواہب لدنیہ ص۳۶ جلد اول ۔ فالحذر الحذر بما فيه نقص فان ذالك قد يؤذى النبى صلى الله عليه وسلم فان العرف جار اذا ذكر ابوا لشخص بما ينقصه او يوصف بوصف به و ذالك الوصف فيه نقص تاذى ولده بذكر ذالك عند المخاطبة وقد قال عليه الصلوة والسلام لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات رواه الطبرانی فی الصغير ولا ريب اذاه كفر يقتل فاعله ان لم يتب عندنا

پس ڈر اور پرہیز کر جس بات سے ان کی بے آبروئی ہو تحقیق یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج دیتی ہے ۔ عوام الناس میں یہ بات شہرت پذیر ہے ۔ جب کسی شخص کے والدین کو برا کہا جاوے یا اس کی کوئی برائی کا ذکر کیا جائے تو بالضرور اس کے بیٹے کو رنج پہنچتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہ ایذا رسانی کرو زندوں کو مردوں کی بدگوئی سے راوہ الطبرانی بیچ معجم صغیر کے ۔ بے شک و شبہ کہنے کی بات نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی ایذا رسانی باعث کفر ہے ہمارے نزدیک اسبات کا فاعل قتل کیا جاویگا اگر توبہ نہ کرے ۔ کذا فی ماثبت بالسنت ص۳۷

ہزار صوم و صلوٰۃ ہزار حج داری قبول نیست گر محمد را بیازاری

قال اللہ تعالے یا ایھا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ
اے ایمان والو مت بیحرمتی اور بے آبروئی کرو شعائر الٰہی کی۔

شعائر الٰہی میں وہ چیزیں داخل ہیں جو منسوب الی اللہ ہیں، کتاب اللہ، رسول اللہ، کتب اللہ، دین اللہ، اولیاء اللہ وغیرہ نبی صلعم کو شعائر الٰہی میں شمار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ منجانب اللہ تبلیغ احکام ربانی کے لئے معمور ہیں رسول کا معنی قاصد، ایلچی، پیغام بر، ماموُر من اللہ ہیں خدا کا بھیجا ہوا۔ بنابراں بندوں پر حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی عزت و حرمت ادب و احترام کا بجالانا لازم ہے۔ جس نے قاصد کی تعظیم کی اس نے فرلیسندہ کی تعظیم کی

لقولہ تعالیٰ ومن اطاع الرسول فقد اطاع اللہ
جس شخص نے رسول کی تابعداری کی گویا خدا کی تعظیم کی

اور جس نے انکار کیا اس نے فرلسندہ کی قدر نہ کی جس نے سید الکونین، نبی الحرمین جد الحسن والحسین سیدنا و شفیعنا و مولانا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی۔ گویا اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم کی۔

قال اللہ تعالیٰ من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہٗ عند ربہٖ
اور جس نے فرمان الٰہی کی تعظیم بجالائی وہ اسکے لئے بہتر بات ہے نزدیک اسکے پروردگار کے

وقال اللہ تعالے لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔
تاکہ ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور قوت دو اس کو اور بزرگ جانو اس کو تفسیر خازن میں ہے۔

قولہ تعالیٰ تعزروہ تقووہ وینصروہ والتعزیر نصر مع التعظیم و یوقروہ یعنی یعظموہ والتوقیر التعظیم والتبجیل۔

تعزروہ کے معانی قوت دو اور تعظیم بجالاؤ کیونکہ تعزیر کے معنے مدد کرنا ہمراہ تعظیم کے ہے اور بزرگ جانو آپ کو توقیر کے معنے عزت و حرمت کا بجالانا مراد ہے۔ معالم التنزیل میں ہے۔

وھذا الکنایات راجعۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ہذا میں سب اشارات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہیں۔ گویا حضور کا ادب و

احترام خدا کی تعظیم و تکریم ہے۔

در حریم سر تعظیم تو کس آگاہ نیست　　　از کمال احتشامش ہیچ کس آگاہ نیست

---

کس ندانست کہ منزل گہ یار کجاست　　　این قدر ہست کہ بانگ جرس مے آید

آیت ہذا کے سیاق و سباق سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلطان الانبیاء بنا کر مبعوث کرنے کی غرض آپ کی شان و شوکت فضیلت و کرامت کا اظہار تھا جس کو ایمان کے ہمراہ لام کے تحت بیان کیا ہے۔ یعنی وہ شخص مومن صادق اور کامل الایمان محسوب ہوگا۔ جو تاجدار انبیاء حبیب خدا صاحب لولاک لما علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و حرمت ادب و احترام میں کوتاہی نہ کریگا۔

قولہ تعالیٰ: فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ فاولئک ھم المفلحون

جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کی حمایت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ پر نازل ہوا یہی لوگ خلاصی پانے والے ہیں۔

اس آیت گرامی میں بالاختصار چار چیزیں مذکور ہیں۔ آپ کی نبوت کو تسلیم کرنا۔ ہر حال میں حضور پر نور فداہ روحی کا ادب و احترام بجالانا۔ دین الٰہی کی بہر کیف مدد و حمایت کرنا احکام ربانی کی پوری پوری فرمانبرداری کرنا اولئک ھم المفلحون کی ترکیب حصر کے لیے ہے یعنی فردا میدان محشر میں نجات کا دارومدار ان امور اربعہ کی اتباع پر موقوف ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　　من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واتیتم الزکوٰۃ وآمنتم برسلی وعزرتموھم

بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں (یعنی میری مدد تمہارے ہمراہ ہے) اگر قایم کی تم

نے زکوٰۃ اور ایمان لائے میرے رسولوں پر اور تعظیم و توقیر کی ان کی۔

مندرجہ بالا آیات کے مضمون سے عیاں ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عموماً حبیب خدا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ خاتم النبیین شفیع المذنبین رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات عالی کی خصوصاً نہایت ضروری ہے۔ جس قدر حضور پر نور فداہ روحی کی عزت و حرمت ادب و احترام میں مبالغہ کیا جاوے گا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کا باعث ہوگا آپ کی کسر شان یا بے حرمتی کرنا یا ادب و احترام میں کوتاہی کرنا یا عیب و نقص تلاش کرنا خسر الدنیا والآخرت کا مصداق ہوگا۔ آپ کا منکر بے ادب و گستاخ بدبخت مردود ملعون ابدی ابدالآباد نار جہنم کے قید خانہ میں محبوس ہوگا۔

از خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

اور جس نے تعظیم کی شعائر الٰہی کی۔ تحقیق یہ بات دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

مراد یہ ہے کہ وہی شخص تقوی شعار اور پرہیزگاری تصور ہوگا۔ جو شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم بجالائے گا ورنہ کچھ بھی نہیں۔

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی　　حق نے اس پر آگ دوزخ حرام کی

تفسیر حسینی میں ہے۔ جب ہجرت کے بعد پانچویں سال کو جنگ مریسیع ہوئی۔ حبیبہ حبیب خدا سیدۃ النساء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ ایک منزل پر آپ کے گلے کا ہار گم ہوگیا۔ سیدہ اس کی تلاش میں منزل گہ سے دور چلی گئیں اور کوچ کا وقت تھا آپ کو اس کی تلاش میں کچھ دیر ہوگئی۔ خادموں نے آپ کا کجاوہ مبارک اونٹ کی پشت پر رکھ دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ تو بالکل خالی پڑا ہے جب آپ واپس قیام گاہ پر تشریف لائیں تو لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ اور جگہ خالی پڑی تھی۔ آپ اس خیال سے وہیں ٹھہر گئیں کہ عنقریب میری دیکھ بھال ہوگی۔ حضرت صفوان بن معطل صحابی نبی صلعم کے حکم سے سب لشکر کے پیچھے رہتے تھے۔ تاکہ گری ہوئی چیزوں کو سنبھال لیں جب وہ وہاں پہنچے تو ام المؤمنین کو وہاں موجود پایا۔

آپ کو پہچان لیا۔ فوراً اپنے اونٹ کو بٹھا کر اُمّ المومنین کو سوار کیا خود مہار پکڑ کر روانہ ہوئے اور لشکر میں جا ملے۔ رئیس المنافقین نے یہ حال دیکھ کر اپنی خبث باطنی سے بد خبر اڑا دی جو رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم محترم کی شان کے بالکل سراسر خلاف تھی۔ لوگوں میں یہ بات منتشر ہو گئی اور لوگوں نے آپس میں کانا پھوسی شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر بد تاجدار انبیاء کے گوش مبارک تک پہنچ گئی غیرت ربانی نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ فوراً تہدیدی فرمان صادر ہوا

وتقولون بافواهکم

قولہ تعالیٰ اذ تلقونہٗ بالسنتکم ما لیس لکم بہ علم و تحسبونہٗ هنیاً ق وهو عند الله عظیم۔ ولولا اذ سمعتموه قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بهذا سبحٰنک هذا بهتان عظیم یعظکم الله ان تعودوا لمثلہ ابداً ان کنتم مؤمنین ـــ سورۂ نور پ ۱۸ ع ۲/۸ ۱۵ تا ۱۷

جب تم اس بات کو اپنی زبانوں پر لاتے تھے جس کا تم کو کوئی علم نہ تھا اور تم اس کو آسان اور معمولی بات تصور کرتے تھے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری گناہ ہے (جس کے ذریعہ سے یہ گفتگو کرنیوالے کو عند اللہ بڑا سخت مؤاخذہ اور بڑا سخت عذاب ہوگا اس واسطے کہ عار کی بات کہنا اور معصوم الخطا پر دیدہ دانستہ تہمت لگانا اور اہل بیت نبوت پر افترا کرنا قرآن کریم کی صریح تکذیب اور منصب نبوت و رسالت کی بے حد توہین و تحقیر ہے) کیوں نہیں جب تم نے یہ بات سنی کہا ہوتا ہم کو ہرگز لائق نہیں کہ اس بات کے ساتھ کلام کریں۔ پاک و بے عیب ہے تو اے خدا (اس بات سے کہ تو اپنے برگزیدہ رسول کریم سلطان الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق حیات اور حرم محترم میں کوئی خرابی یا برائی ڈالے) یہ سب بڑا بھاری گناہ اور بہتان ہے نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ بقول مجاہد ینهٰکم الله۔ بقول امام مجاہد رض منع کرتا ہے۔ تم کو اللہ تعالیٰ (ایسی بات کے اظہار سے) اگر ہو تم ایماندار۔

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت
کہ ہم چو قطرۂ کہ بر برگ گل چکد پاکی

آن گریبان دامنش پاک است از لوث خطا     از مذمت عیب جو آلودہ از سر تا بپا

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان گرامی میں علاوہ عیب کی بات کہنا سراسر بے ادبی اور تحقیر اور بڑا بھاری گناہ ہے تو پھر حضور پرنور فداابی وامی کے والدین گرامی کی شان میں ایسی بے باکی اور گستاخی کرنا حضور کی توہین و تحقیر نہیں اور کیا چیز ہے۔ بارخدایا ہمیں اپنے فضل عمیم سے صدقہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے اس گناہ عظیم سے بچنے کی توفیق عطا کر۔ آمین یارب العالمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین کو کافر کہنا یا ان کو فی النار تصور کرنا آنحضرت صلعم کی سخت ترین توہین اور بے حد بے ادبی اور بے حرمتی اور ایذارسانی کا باعث ہے دیکھو علامہ زمان مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ صـ ۲۳۳ پر لکھتے ہیں۔

" اور یہ کہنا کہ والدین گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہیں یا فی النار ہیں بڑی سخت بے ادبی اور موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضور صلعم کی ایذارسانی خدا کی ایذارسانی ہے اس پر خدا کی دنیا میں اور آخرت میں لعنت برستی ہے۔ اور وہ مردود بارگاہ رسالت لائق عذاب نار کے ہے "

کما قال اللہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ سورہ احزاب پ ۲۲

تحقیق جو لوگ دکھ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو لعنت کی ان پر اللہ نے بیچ دنیا اور آخرت کے اور تیار کیا ہے ان کے لئے عذاب رسوائی کا۔

تفسیر خازن میں ہے۔

یؤذون اللہ۔ ای یؤذون اولیاء اللہ تعالیٰ

خدا کا فرمان کہ دکھ دیتے ہیں اللہ کو

مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ایذارسانی کرتے ہیں۔ گویا خدا کے دوستوں کی ایذارسانی خدا کی ایذارسانی تصور ہوتی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے

ومن اذی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب وقال اللہ تعالیٰ

ومن اهان لي وليا فقد بارزنی بالمحاربة۔

جس شخص نے میرے کسی دوست کو ایذا رسانی کی۔ میں نے اس کو اعلان جنگ کر دیا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"جس نے میرے دوست کی توہین یا تحقیر کی تو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے کو سامنے آیا"

قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون اللہ ولھم عذاب الیم

جو لوگ دکھ دیتے ہیں اللہ کو ان کے عذاب ہے دردناک

اندکے راز دلی بتو گفتم وترسیدم — کہ دل تنگ شوی ورنہ سخن بسیار است

حموی شرح اشباہ والنظائر صـ۴۵۴ :- واذا تقرر هذا فحق المسلم ان یمسک لسانہ

عما یخل بشرف نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ من الوجوہ ولا خفاء

فی ان اثبات الشرک فی الوینہ اخلال ظاهر بشرف نسب نبیہ الطاهر

فجملة هذہ المسئلة لیست من الاعتقادات فلا حظ للقلب منها

اما اللسان عما یتبادر منہ النقصان خصوصاً الی وهم العامة

لانهم لا یقدرون علی دفعہ وتدارکہ وهذا خلاصة فی هذا

المقام من الکلام۔

جب یہ بات مقرر ہو چکی ہے۔ تو پھر ہر ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کو روک رکھے۔ ایسی باتوں سے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسب گرامی میں رخنہ اندازی کرنے والی ہوں۔ بوجہ چند وجوہ کے۔ یہ بات ہرگز پوشیدہ نہیں کہ ابوین شریفین میں شرک وکفر کا ثابت کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب گرامی میں خلل اندازی کا باعث ہے (جو حضور پرنور کی شان عالی کی صریح توہین وتحقیر ہے) بالجملہ یہ کوئی اعتقادی مسائل سے نہیں جس سے دل کو لذت حاصل ہو لیکن زبان تو اس کا حق خاموش اور بند رہنا ہے۔ جس سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ خصوصاً عوام الناس کے ذہن ناقص میں خرابی پیدا ہو۔ کیونکہ نادان اور جاہل آدمی سے اس کا ازالہ اور تدارک ناممکن ہوتا ہے یہ خلاصہ کلام بیچ اس مقام کے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور

چلپی شرح شرح وقایہ جلد ۲ ص ۲۹۶ :۔ قد اجتمعت الامۃ علی ان الاستخفاف لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وبای نبی کان من الانبیا ءکفر سواء فعلہ استحلالاً ام فعلہ معتقداً بحرمتہ ولیس للعلماء فیہ خلاف فی ذالک والذین نقلوا الاجماع فیہ اکثران تحصی منہم امام الحرمین

تمام امت محمدی نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا کسی نبی کی انبیاء کرام علیہم السلام سے موجب کفر ہے۔ خواہ اس بات کا کرنے والا اس کو حلال تصور کرے خواہ حرام سمجھ کر کرے اس میں درمیان علماء کرام کے کوئی اختلاف نہیں جن لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے گنتی سے زیادہ نہیں انہیں سے امام الحرمین کی بلند شخصیت ہے۔

شفائے عیاض مصری جلد ثانی ص ۲۴۶ :۔ من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصاً فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض او شبہ بشئی علی طریق السبلۃ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ او یعیب لہ فھو ساب والحکم فیہ حکم الساب۔

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے یا کچھ عیب لگائے یا آپ کی ذات گرامی یا نسب شریف میں نقص پیدا کرے یا دین حقانی یا آپ کی خصال مبارک میں سے کسی خصلت میں یا آپ کی عزو وقار میں یا حضور کو بطور دشنام کے کسی چیز کے تشبیہہ دے یا حقیر تصور کرے یا شان مقدس میں عیب جوئی کرے یہ حضور کو گالی دینے والا ہے اور اسکا حکم یہ ہے کہ وہ گالی دینے والوں میں سے شمار کیا جائے گا۔

مقاصد الاسلام جلد اول ص ۱۵ امام تیمیہ الصارم المسلول میں لکھتے ہیں

قال مالک من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ او تنقصا قتل مسلماً کان او کافراً ولم یختلف فیہ متقدمیھم او متاخرھم۔

جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا برا کہے یا کوئی عیب لگائے۔ یا توہین و تحقیر شان گرامی کی کرے۔ مارا جاوے مسلمان ہو خواہ کافر اس بارہ میں علمائے کرام متقدمین

اور متاخرین میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

مواہب اللدنیہ میں ہے۔

لاریب ان اذاہ علیہ الصلوٰۃ وہو کفر یقتل فاعلہ فان لم یتب عندنا

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی موجب کفر ہے ہمارے نزدیک اس کا مرتکب قتل کیا جائے گا اگر تائب نہ ہو

رئیس العلماء قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مالا بدمنہ میں تحریر کرتے ہیں

علامہ علم الہدیٰ در بحر محیط گفتہ ہر کہ ملعون در جناب پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دشنام دہد یا اہانت کند یا در امرے از امور دین یا در صورت مبارک او یا در وصفے از اوصاف شریفہ او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد آں کافر واجب القتل است توبہ او مقبول نیست واجماع امت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس انبیاء کفر ست خواہ فاعل آں حلال دانستہ مرتکب شود خواہ حرام دانستہ۔

علامہ علم الہدیٰ نے بحر محیط میں کہا ہے جو ملعون جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی توہین کرے یا امور دینی میں سے کسی کام میں یا آپ کی صورت پاک میں یا حضور کی اوصاف حمیدہ میں سے کسی وصف میں عیب لگائے مسلمان ہو خواہ ذمی یا حربی خواہ بطور ہنسی مخول کے ہو وہ شخص کافر واجب القتل ہے اس کی توبہ قبول نہیں اس پر تمام امت مرحومہ کا اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور بے ادبی کفر ہے خواہ اس فعل کا فاعل اسبات کو حلال تصور کرے خواہ حرام بہر کیف ہر دو صورت گناہ میں برابر ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا

ہدیۃ مہدیین وفی رد المحتار شرح در مختار صفحہ ۳۰ ایما جاہل سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امراتہ وان تاب فیہا والا قتل

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کا عیب پکڑے

یا آپ کی توہین کرے ۔ بیشک وہ کافر ہوا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس سے اس کی عورت جاتی رہی اگر اس نے توبہ کی تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے ۔

هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا وَوَالِدِي وَالِدِينَا وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ اللّٰهُمَّ وَاغْفِرْ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۔

ہر کہ خواند طمع دعا دارم　　زانکہ بس عاجز و گنہ گارم

## مناجات بجناب مجیب الدعوات

| | |
|---|---|
| الم تسمع بفضلك یا رجائی | دعاء من ضعیف مبتلائی |
| غریق فی بحور الغم حزنا | اسیر بالذنوب وبالخطائی |
| أنادی بالتضرع کل یوم | مسلماً فی التسائل والدعاری |
| لقد مناقت علی الارض طراً | واهل الارض ماعرفوا دوائی |
| فخذ بیدی فانی مستجیراً | بعفوك یا عظیم یا رجائی |
| آتیك باکیاً فارحم بکای | رجائی منك اکثر من خطائی |
| ولی هم وانت کشیف همی | ولی داء وانت دواء دائی! |
| تفضل سیدی بالعفو عنی | فانی فی جلاء من بلوئی |

جزائی ان تعذ بنی و لکن

اعوذ بحسن عفوك من جزائی

تمت بالخیر

(لاہور آرٹ پریس لاہور)

فاروقی امین خوشنویس
لاہور